TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222446
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵م۳۱۶ Accession No. ۳۰۱۴۹

Author مصحفی، شیخ غلام ہمدانی

Title انتخاب دیوان مصحفی (پہلا حصہ)

This book should be returned on or before the date last marked below

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

ہندستان

یعنے

منتخب دیوان سیفی

مصنفہ

صاحب شانی مولانا ابو محمد سید حسین سیفی سبحانی مختار خرچ ضلع بیدر شریف

مصنف

بلغ المبین و نعتستان ومضراب

منظورہ ٹکسٹ بک کمیٹی اردو اسکولس صوبہ بمبئی

حسب ارشاد قدردان علم و ہنر فیض رسان و فیض گستر عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر

ناظم سابق صدرالمہام سیاسیات وغیرہ

باہتمام اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن طبع گردید

٨٩١ ٤ ٣١٦
س ب

بار سوم بہ سنہ ۱۳۵۳ف (۱۰۰۰)
رجسٹرڈ گورنمنٹ نظام حسب اشارہ صادر من السرور دارالاسقام نمبر ۱۲ ۱۳۲۴ف
قیمت بلحاظ ایڈیشن اول - دوم
۱۲/ ۸/

۴۹ سل

تقاریظ

تقریظ مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ بہادر مرحوم

سید حسین صاحب سیفی ایک فدائے قوم و محب وطن و خادم اسلام ہیں انکی قومی و اخلاقی نظمیں موثر زبان و فن کے لحاظ سے سراسر درست و قابل ستائش ہیں اور اکثر ادبی رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں محفلوں میں پڑھی جا چکی ہیں رندانہ شاعری سے انہیں رغبت نہیں جو اشعار ظاہر میں رندانہ معلوم ہوتے ہیں ان میں بھی کوئی اخلاقی پہلو ضرور رہتا ہے اس زمانہ میں امور سیاسی ایسے گلوگیر ہیں کہ ترانہ بلبل و قمری اور مشاعرہ ناسخ و آتش ادب کے سبب بے لطف ہو گیا غزل سرائی بے وقت بھیرویں سامعہ سوز ہے نہ کہ سامعہ نواز خدا اس کتاب کا نفع عام اور فائدہ تام کرے

تاریخ طبع ثانی

از افصح الفصحا ابلغ البلغا و گلزار شاعری را خلیل المولوی الحافظ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

بلیغ المبین ہے کہ ماہ مبیں ہے — کتاب ایسی دلچسپ دیکھی نہیں ہے
جلیل اسمیں ہیں خوبیاں کیسی کیسی — نہاں کیسی کیسی عیاں کیسی کیسی
خزانہ جواہر کا کہنا بجا ہے — اسے بحر الفاظ کہنا روا ہے
ہر اک شعر آنکھوں میں گھر کرنے والی — ہر اک نظم دل پر اثر کرنے والی
لطافت ہے اشعار رنگیں پہ شیدا — متانت ہے اعلیٰ مضامیں پہ شیدا
حکایات سارے فوائد سے مملو — بیانات حسن عقائد سے مملو
یہ سیفی کی ہیں جو قلم سے ہیں جوہر — جو بحر سیادت کے یکتا ہیں گوہر
یقیں ہے کہ احسنت دنیا کہے گی — یہ تصنیف مقبول ہو کر رہے گی

یہ تاریخ بھی کیسی خوش آب نکلی
بلیغ المبیں آج نایاب نکلی
۱۳۴۳

تقریظ عالیجناب شمس العلما مولانا مولوی الطاف حسین حالی مرحوم

مکرم بندہ بعد تسلیم آپکا کلام نظم موسوم بہ "ہندستان" معروف بہ منتخب دیوان سیفی مولانا حالی مدظلہم العالی کے ملاحظہ کیلئے بذریعہ ڈاک بھیجا آج یہ نیاز مند قبلہ و کعبہ کی خدمت میں گیا تھا خوبی قسمت سے آپکی کتاب کا پیکٹ سامنے آ گیا خط پڑھکر سنایا۔ فرمایا کہ کلام نظم مجھے کہیں سے سناؤ ایک گھنٹہ کے قریب مختلف مقامات سے آپ کا کلام سنا اور سہرے کو سنکر فرمایا کہ ردیف و قافیہ کے لحاظ سے مرزا غالب و ذوق کے رنگ میں خوب کہا ہے بعض اشعار تو بہت ہی پسند کئے اور اس شعر کی بڑی داد دی

مانا کہ زر کے ساتھ ہی انساں کی آبرو ہے — زر زن زمین پہ ہوتی ہے لیکن ہمیشہ جنگ

ایک تشبیہ بہت پسند کی جو ضعیف سے خمیدگی کو رکوع سے دی ہے۔

مصروف یاد حق نہیں ضعف ہم ہوئے — قد خود بخود رکوع میں آخر چلا گیا

سب سنکر فرمایا کہ خوبیاں بہت ہیں کلام قابل قدر ہے اللہ تعالی قبولیت عطا فرمائے فقط عبد الحی تلمیذ حضرت ممدوح

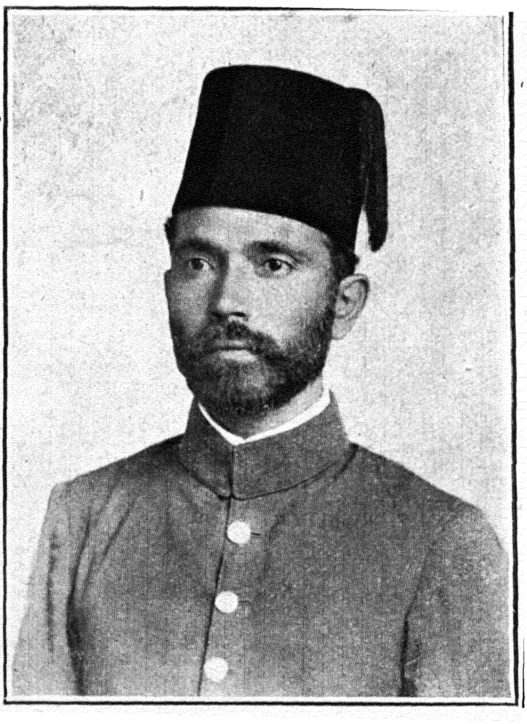

سید حسین سیفی

AZAM STEAM PRESS.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

نعمتنی ذوقا وسلیما وافواہ سبحان ذی الآلاء والنعماء

ترانۂ طلب

سارے زمین تیری اور آسمان تیرا ۔ حیرت ہے گر نہ پائے کوئی نشان تیرا

اک پل کا بل نہیں ہی انجم[1] کی گردشوں میں ۔ کس رنگ[2] سے رواں ہی یہ کاروان[3] تیرا

سورج کے ڈوبتے ہی تارے چٹک[4] گئے ہیں ۔ کیا گل کھلا رہا ہے یہ سائبان[5] تیرا

کیا کوکب[6] درخشاں[7] ؛ کیا انجم نور افشاں ۔ کرتے ہیں رات اور دن یہ سب بیان تیرا

ہر ایک شئے میں صنعت[8] کچھ ایسی جلوہ گر ہے ۔ ہے بدگمان کو بھی ہر جا گمان تیرا

کثرت[9] میں عاقلوں نے وحدت[10] کے جلوے دیکھے ۔ ہر جا موحدوں[11] نے پایا نشان تیرا

خوشبو سے گل کو سمجھیں گل سے شجر کو جانیں ۔ حیرت ہے گر نہ پائیں ان سے نشان تیرا

اس ابر کا امنڈنا ؛ یہ رعد[12] کا گرجنا ۔ وہ برق[13] کا کڑکنا ہے آن بان[14] تیرا

بجلی کا کوند جانا ! اور زلزلے کا آنا ۔ کہتا ہے شرک پر ہے یہ آن تان[15] تیرا

سیفی خود اک نمونہ ہے تیری صنعتوں کا ۔ کیا وصف کر سکیگی اُس کی زبان تیرا

[1] نجم کی جمع ستارے [2] بطریقہ پرورش [3] یہ تمام قافلہ [4] نمایاں ہونا اور نمایش دکھانا [5] برآمدہ شامیانہ [6] ستارہ [7] روشن پھیلا [8] کاریگری [9] ہستیاں مجموعہ [10] دنیوی تعلقات سے توحید تنہائی [11] اہل توحید [12] ابر کی آواز [13] بجلی [14] شان و شوکت [15] سرزنش

ولہ

کیجئے شرم وحیا رسے وِردِ[1] استغفار کا
کفر ٹوٹے گا اِسی سے نفسِ بد کردار[2] کا

عقل میں حادث[3] کی آئے کس طرح ذاتِ قدیم[4]
حوصلہ بیکار ہے سیفیؔ یہاں پندار کا

ولہ

کوئی کیوں باغ کو صحرا کہے گا
کہ اچھے کو ہر اک اچھا کہے گا
جو اپنے باپ کو آبا نہ بولے
پڑوسی کو چچا وہ کیا کہے گا

ولہ

مصروفِ[5] یادِ حق نہ کبھی حیف ہم ہوئے
قد خود بخود رکوع میں آخر چلا گیا

ولہ

تہمت[6] جو کوئی لے تو عبث ہے رونا
پیتل پیتل ہے اور سونا سونا

ولہ

ناصحوں کی نصیحتوں پہ چلو
وہ جو عامل[7] نہیں ! تو تم کو کیا

ولہ

ذرا تو اپنی تمنا سے پوچھئے سیفیؔ
ہر ایک شوق کا آخر نتیجہ کیا ہوگا

ولہ

کہا جاتا ہے جو کچھ وہ کیا جاتا تو کیا ہوتا
زباں کا زور ہمت میں اگر آتا تو کیا ہوتا

ولہ

پیاسے پانی اگر نہیں پیتے
اس میں دریا کا کچھ نہیں جاتا

۱ وظیفہ ۲ کاف کو زیر۔ بد اخلاق۔
۳ پیدا ہونے والا فنا ہونے والا
۴ قدیم کی ضد ازلی ابدی
۵ مشغول
۶ الزام میں پیش ہوا
۷ بہتان ناواجبی
عیب عمل
کرنے والا

ولہ

دوسرے کی شادمانی دوسرے کے ساتھ ہے ۔ جب تمہاری لذتیں آخر ہوئیں بس ہو چکا

ولہ

خدا جب تک نہ چاہے کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا ۔ ولی سے ہو نہیں سکتا نبی سے ہو نہیں سکتا
توجہ شرط ہے کیا آدمی سے ہو نہیں سکتا ۔ مگر ہمت ہی کرنا کاہلی سے ہو نہیں سکتا
کروں کیوں التجا غیروں کے آگے تنگدستی کی ۔ بدل تو اے مقدر یہ کسی سے ہو نہیں سکتا
اگر جاہل کا پردہ ہے تو اہل علم کی زینت ۔ مگر نقصان اپنا خامشی سے ہو نہیں سکتا
برائی اسکی کرکے کیوں کروں میں اپنا دل ہلکا ۔ وہ نقصان جس کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا
پریشان مفلسی سے آپ ہی وہ کیوں نہ ہو لیکن ۔ فقیروں کو جھڑک دینا سخی سے ہو نہیں سکتا
گھٹائیں یاس کی امید پر جب تک نہ چھا جائیں ۔ کوئی بیزار اپنی زندگی سے ہو نہیں سکتا
اسی ظالم نے شاید راز میرا کر دیا افشا ۔ پتے کی بات کہنا اجنبی سے ہو نہیں سکتا
گناہوں سے وہی ڈرتا ہے جس کو خوف خالق ہے ۔ فریب نفس سے بچنا سبھی سے ہو نہیں سکتا

کلیجا قیس کا دل کوہ کن کا چاہیے سیفیؔ
کسی پر جان دینا ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

ولہ

اپنے بیگانے ہوئے طرز وفا جاتا رہا ۔ اب کہاں وہ صحبتیں سارا مزہ جاتا رہا

ولہ

فلک کے زیر سایہ اپنے سایہ سے ڈرے انساں ۔ نہ وبال زمانہ ہو اگر چرخ کہن بگڑا
سنوائیگی اسے کیا گردش گردوں معاذ اللہ

(حاشیہ: [illegible] ۔ قاعدہ ۔ مونث مذکر دونوں [illegible] طرح بولا جاتا ہے ۔ ۹ آسمان ۔ ۱۰ آسمان ۱۱ پرانا ۔ ۱۲ خدا کی پناہ)

مقدر جب کسی کا سیفیؔ شیریں سخن بگڑا

ولہ

میرے غیور دل کی تمنا نہ پوچھئے
کہتا ہے یہ رہوں نہ کسی سے دبا ہوا

دنیا کی لذتوں سے انہیں کام ہی نہیں
جن کو ہے اپنی موت کا کھٹکا لگا ہوا

ولہ

سنتے ہیں ایسا ہی خسرو کا بھی عشرت خانہ تھا
یہ بھی اک افسانہ ہوگا وہ بھی اک افسانہ تھا

جاننے والے بھی غربت میں جدا ہو جائیں گے
رات کو جب تک تنور شمع تھی پروانہ تھا

دیکھئے کیا کیا کرشمے قدرت خالق کے ہیں
اب وہاں آبادیاں ہیں کل جہاں ویرانہ تھا

کل مرے نزدیک عیش دنیوی سے کیا نہ تھا
لیکن اے سیفیؔ وہ کوئی خواب یا افسانہ تھا

ولہ

ہر جگہ بیٹھ کے عزت نہ گنواؤ اپنی
کہ بھروسا نہیں کرتا کوئی ہرجائی کا

دل پہ لاکھوں ہی تمناؤں کا رہتا ہے ہجوم
ہائے عالم ہی الگ ہے مری تنہائی کا

ولہ

شب سیاہ میں ہمدم نہیں ہے سایہ بھی
بھروسا چاہیئے عاقل کو اپنے کس بل کا

یہ بیل اپنے مقدر کو کیوں نہ روئیں گے
گدھوں سے کام لیا جا رہا ہے جب بل کا

ولہ

پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی اپنے زمانہ کو
شاہوں کی خاک ذرہ کے برقع غبار کا

آجائے جو سکھانے میں ہر ایک شخص کے
کیا اعتبار ایسے کے قول و قرار کا

۱ با غیرت والا شرم کرنے والا ۲ مفلسی تنگدستی ۳ روشن ۴ ہم بستر ہیں ... ہمنشین ۵ باتیں ساتھی ۶ زور و طاقت ۷ قول و قرار عہد و پیمان

ولہ

جو بسا دل میں وہی آیا نظر | ہم گنہگاروں کے سیفی خواب کیا

ولہ

ادھر گل اپنے ہوں بلبل ادھر ہو ہمنوا اپنا | وہیں کچھ لطف ہے جس باغ کا ہو باغباں اپنا
ہر اک تکلیف کا انجام جب مرہون راحت ہے | رہیگا اس طرح بدخواہ کب تک آسماں اپنا
پریشانی میں جب درد جگر سے سارے اعضا ہیں | مخالف جسکا منشا ہو وہ کیوں ہو رازداں اپنا
بچائیگا کسی کو کیا وہ خود ہی بچ نہیں سکتا | ہوا کے ساتھ جب تک رخ نہ بدلے بادباں اپنا
قفس گلزار میں رکھدیں بھی تو بلبل کو کیا حاصل | ہم اپنے آپ مالک ہوں تو ہے سب بوستاں اپنا

مزے تو جب ہیں اپنے میکدہ کے ساتھ ہی سیفی
قدح اپنا سبو اپنی ہوا اور پیر مغاں اپنا

ولہ

زمانہ زمانے پہ کرتا ہے ثابت | کھرے کو کھرا اور کھوٹے کو کھوٹا
مرا عکس ہر آئینہ میں ہے لیکن | بڑے میں بڑا اور چھوٹے میں چھوٹا

ولہ

ہمدرد جو اپنے ہی کسی غم کا نہیں ہے | کیا خاک وہ ہمدردی احباب کریگا

ولہ

عقل کچھ ہے تو علم بہتر ہے | ورنہ یہ بھی عذاب جاں ہوگا

ولہ

کوششیں کرتے رہو قسمت سے جب واقف نہیں | جسقدر حصے میں ہے بس اُسقدر مل جائیگا

۱ گرو رکھا ہوا
۲ عضو کی جمع ہے
۳ پاؤں ...
۴ ...
۵ ...
بادیہ ... آتش
۶ پرستوں کا پیشوا بزرگ ساقی
۷ جاننے والا
۸ تقسیم قسمت

ولہ

جرس قافلۂ رفتہ یہ چلاتی ہے۔ / پھر نہ کہنا کہ کوئی اپنا بھی خواہاں نہ تھا

ولہ

نہ ہو پہلو میں جب دل زندگی کیا / ارے ہم کیا ہماری دل لگی کیا
خیال آبرو ہے نشے میں بھی / ارے ہم کیا ہماری بیخودی کیا
مدد کچھ کر نہیں سکتے کسی کی / ارے ہم کیا ہماری دوستی کیا
کیا کرتے ہیں سجدے بے دلی سے / ارے ہم کیا ہماری بندگی کیا
تردد میں گزرتا ہے ہر اک دن / ارے ہم کیا ہماری زندگی کیا
سمجھتے ہیں عدو بھی دوست ہم کو / ارے ہم کیا ہماری دشمنی کیا

نصیحت بھی ہے دل آزار سیفی / ارے ہم کیا ہماری شاعری کیا

ولہ

گھڑی بھر بیشتر دنیا میں جو تھے اب نہیں ہیں وہ / کسی کی زندگی کا کچھ بھروسا ہو نہیں سکتا
بدی اپنے عدو کی کر کے کیوں نام کہلائیں / برا ہے فی الحقیقت وہ تو اچھا ہو نہیں سکتا
دوا سے مندمل ہوتا ہے زخم تیغ فولادی / مگر تیغ زباں کا زخم اچھا ہو نہیں سکتا
رذیلوں کی کرے گا التجا دولت کے لینے کو / قیامت تک حیا پرور سے ایسا ہو نہیں سکتا
رقیبوں کا گزر جب تک رہیگا بزم یاراں میں / وہ میرے ہو نہیں سکتے ہیں انکا ہو نہیں سکتا
عبث ہے آزمانے کی تمنا آزمودہ کو! / جو ناداں ہو گیا ثابت وہ دانا ہو نہیں سکتا

کسی کی بیوفائی کی شکایت کیوں کریں سیفی

۱۔ کنٹھی نمبر ۲ خیر خواہ
۳۔ مطلع میں زینت قافیہ بتلا دی گئی ہے اسلئے غزل کے اشعار میں صرف یہ دیکھنا ہے کہ قوافی متعلقہ سے ہر ایک لفظ قافیہ زندگی کا قافیہ ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے تو عیب [illegible] نہیں [illegible] اگر کسی غزل کے مطلع میں قمر و محرم کے قافیہ ہوں اور باقی اشعار میں [illegible] کے قافیہ ہیں [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible]

جب اپنے غیر ہوں تو غیر اپنا ہو نہیں سکتا

ولہ

نماز جن کے لیئے ہے ذریعہ روزی — خدا و اہل خدا سے انھیں محبت کیا

ولہ

ہے دعائے شفا بوقت اخیر — ڈوبتے کو سہارا تنکے کا

ولہ

اگر ایسے ہی جذبات حسد ہوں — عدو جنت میں بھی کیا خوش رہیگا

ولہ

بے کسوں کی آس کو سیفی نہ مٹنے دو کبھی — ٹوٹنا امید کا ہے آسماں کا ٹوٹنا

ولہ

اور بھی جیتے تو یہ حقے ہی بھرتے غیر کے — ان کا مرجانا ہی ان کے واسطے اچھا ہوا

ولہ

سنو دو چار دن کی زندگی کیا — پھر اس میں دوستی کیا دشمنی کیا
رہے جب آپ ہی پابند غفلت — کسی سے شکوہ بد قسمتی کیا
کرو سیدھی تو لکڑی ٹوٹ جائے — فطرۃ ہوتی بھی ہے اصلی کجی کیا
جب اظہار محبت کو نہ ہو زر — بڑھے گی پھر کسی سے دوستی کیا
یگانے ہی ہوا کرتے ہیں دشمن — عداوت کر سکے گا اجنبی کیا
نہیں بھرتے نگاہوں میں کسی کی — بری ہے مفلسی و بے زری کیا

بنے جس ڈھب سے لکھے جاؤ سیفی

کسی کی نامزد ہے شاعری کیا

ولہ

کسی تدبیر سے کیا اُس کا بھلا ہو سیفی
جس کے حصہ ہی میں لکھا ہے پریشان رہنا

ولہ

جدال و جنگ میں رستم ہوئے بھی تو پھر کیا
سخا و رحم میں حاتم ہوئے بھی تو پھر کیا

تونگری میں تموّل میں اپنے دشمن سے
بہت بڑھے ہوئے یا کم ہوئے بھی تو پھر کیا

ہزار جوشِ اطاعت سے اپنی خدمت میں
ملوکِ روئے زمیں خم ہوئے بھی تو پھر کیا

ہر ایک کام میں یکتا ہوئے تو کیا حاصل
ہر ایک فن میں مسلّم ہوئے بھی تو پھر کیا

خضر کی عمر بھی پائی تو ہائے کیا پایا
جم و سکندرِ اعظم ہوئے بھی تو پھر کیا

زمانہ غم و راحت کو جب قیام نہیں
فقیر یا شہِ عالم ہوئے بھی تو پھر کیا

خدائے عزّ و جل کے نہ ہو کے اے سیفی
زمانہ بھر کے اگر ہم ہوئے بھی تو پھر کیا

ولہ

آئی بہار اور چمن میں ہمیں نہیں
کیا انتظارِ آمدِ فصلِ بہار تھا

ردیف بائے موحدہ

کبھی تو اپنی گردش کو عزیزو وہ بدل دیتا
اگر کچھ اور ہوتا چرخِ کج رفتار کا مطلب

خدا جانے سنوارا باغ کو کیوں اتنی محنت سے
مٹانا ہی اگر تھا بانیٔ گلزار کا مطلب

مزہ تو جب ہے کہدیں آپ ہی میری تمنا کو
مسیحا تو سمجھتے ہیں دلِ بیمار کا مطلب

جو واقف ہی نہیں ہے انقلابِ دہر سے **سیفی**
وہ سمجھے گا بھی تو کیونکر مرے اشعار کا مطلب

ولہ

آہِ مظلوماں جدا کے باشد از تاثیر ہا ؛ — دامنِ گل کرد پارہ پارہ ہائے عندلیب

ولہ

ہر جگہ عزت ادب والے کی ہے — کیا کہوں میں کیسی دولت ہی ادب

ولہ

کیوں ہمیں لاکھوں گناہوں پر ملے خلدِ بریں — ایک گندم نے نکالا خلد سے آدم کو جب

ولہ

کیا پریشان کرے اُس کو جفائے محبوب — جس کا مطلوب ہی **سیفی** ہو رضائے محبوب

ردیف تائے فوقانی

کرینگے کیوں نہ اُس کی دل سے عزت — ملے جس کی بدولت ہم کو دولت
قوی کو ناتواں جو ستیئے بنا دے — سنبھالے گی وہ کیا بوڑھے کی صحت
جب اپنی جان بھی اپنی نہیں ہے — کریں گے دوسرے پر کیا حکومت

محبت کے وہ کب قابل ہیں **سیفی**
جو کرتے ہیں امانت میں خیانت

ولہ

خدائے راست مسلم نگاہ بانِ خلق ! — چہ خوفِ موج و تلاطم جو ناخدا است

ولہ

جنت بہشت
عام سے منسوب

کسی عامی کا یہ کہنا بھی ہے کچھ قابلِ غور
وہی لائق ہے بہت جسکی ہے تنخواہ بہت

تو سمجھتا ہے کہ مختار ہوں لیکن اے دل
روتے ہیں تیرے لئے تیرے ہی خواہ بہت

ولہ

محبت ہوگئی مفقود سیفی
مگر اب آنے والی ہے قیامت

ولہ

قابلِ پرسشِ دارین ہے کب دیوانہ
عقل والوں ہی پہ ہے دونوں جہانکی آفت

ردیف ثائے مثلثہ

دوستی رنج و عداوت سے بدل جائیگی
بھول کر بھی نہ کرو تم کسی نادان سے بحث

عقلمند ونکی نگاہوں سے گریں گے دونوں
حتی الامکان نہ کرنا کسی شیطان سے بحث

ردیف جیم

بختِ تابندہ نہیں حسن کا اے دل محتاج
ہم نے دیکھے ہیں بہت حور شمائل محتاج

جن کو دعویٰ تھا خدائی کا وہ ہیں زیر زمیں
اب بھی کیا بندہ کا ہے اے دلِ غافل محتاج

کہیں تدبیر سے تقدیر بدل جاتی ہے
دیکھئے عیش میں جاہل ہے تو عاقل محتاج

گوشہ گیروں کے قدم چومنے آتے ہیں سبھی
کیونکہ خشکی و تری کا نہیں ساحل محتاج

در دخود اٹھ کے درِ فیض پہ لے جاتا ہے
کسی رہبر کا نہیں ہو کوئی سائل محتاج

قوتِ دانا ہی سہی دولتِ ناداں لیکن
جائے غیرت ہے کہ جاہل کے ہوں عاقل محتاج

اپنی تدبیر کو تقدیر سمجھ لیتے ہیں
کیوں نہ ہو جائیں گے ناداں کے عاقل محتاج

۱ عامی۔ عام سے منسوب جاہل۔ ان پڑھ
۲ آزاد و مالک
۳ گمشدہ۔ ناپید۔
۴ جہاں تک ہو سکے
۵ پڑھ لکھنے والا ۶ جمع شمائل۔ عادتیں۔

اسقدر علم کا محتاج ہے جاہل سیفی
جسقدر عدل کی ہے نالش باطل محتاج

ولہ

اُمید ہی اُمید پہ ہر شخص ہے زندہ — دنیا میں کسی کو بھی نہیں کل کی خبر آج

ولہ

سیفی نہیں ہے وہم و گماں کا کوئی علاج — قائم ہیں اعتبار پہ دنیا کے کام کاج

ولہ

مفلسی مجبوریوں سے ہو تو ختم — اختیاری بے زری کا کیا علاج

ردیف حائے حطی

کیا اعتبار کیجئے ہر ایک شخص کا — دشمن بھی ہنس کے ملتے ہیں جب یار کیطرح
گر جاؤ گے نگاہ سے اپنے پرائے کی — جاؤ نہ ہر جگہ کسی بے کار کیطرح
ہے ناگوار بھی تو خوشی سے گزار دو — بیٹھو نہ بزم عیش میں بیزار کیطرح

سیفی اُنھی کے واسطے زیبا ہے سروری
مستی میں بھی جو رہتے ہیں ہشیار کیطرح

ولہ

جب نہ ہو ظلمات طے ملتا ہے کب آبحیات — کیوں فراق گیسوئے احمد میں گھبراتی ہو روح

ولہ

درجۂ اعلیٰ پہ کوئی بے ہنر پہنچے تو کیا — بیٹھ کب سکتا ہے مرغ رشتہ بر پا کیطرح

ردیف خا

دوسری محفل سے اُس کو کیا غرض | محفلِ معنیٰ میں ہو جس کا رُسوخ

ولہ

طیبہ جاؤں تو خطائیں مری کیوں عفو نہ ہوں | میزباں چاہتے ہیں خاطرِ مہماں میں رُسوخ

شعر کیوں دلکش و دلچسپ نہ ہونگے سیفی
عشق کا ہوگا اگر نظمِ غزلخواں میں رُسوخ

ردیف دال مہملہ

ظلم ہی سے سُدھرتے ہیں ظالم | نرم ہوتا ہے آگ سے پولاد

ولہ

مکدر خاطرِ یارِ وفا پرور نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
خیالِ عیش و عشرت در سرِ بے زر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
بیادِ بلہوس زلفِ پری پیکر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز دشنامِ عدو غمگین۔ بدگوہر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
برائے عیش مہمانِ حیا پرور نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز پائے دُزد خالی خانۂ بے زر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
دُرِ اندرزہا در گوشِ بدگوہر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز صیقل ہمچو ابروئے بتاں خنجر نمی ماند | اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

۱ حقیقت ۲ رسائی
اعتماد، اعتبار
۳ سُدھرنا یعنی سیدھا
ہونا، سنبھلنا۔
سنورنا ۴ [illegible]
بمعنی بہت اور
ہوس بمعنی
آرزو سے مرکب
اور فارسی لفظ
[illegible]
[illegible]
نصیحت [illegible]
دور کرنا۔

زرِ میراث تمائم نزدِ بدگوہر نمی ماند
بہ یک رہ رہروِ کج فہم بے رہبر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

بفکرِ مال وزر سیفی سخن پرور نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ولہ

ردیف دال ہندی

اخلاص وانکسار عبادت کی جان ہے
زاہد عبث ہے کثرتِ اذکار پر گھمنڈ

کیوں دیکھتے نہیں وہ زمانہ کا انقلاب
جن کو ہے اپنے طالعِ بیدار پر گھمنڈ

بس امتحاں کے وقت ہی آنکھیں دھرنہ تھیں
ناحق رہا مجھے دلِ مکار پر گھمنڈ

غیروں کے زور پر وہ نہ اترائیں گے کبھی
جن کو ہے اپنے بازوے باکار پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

دردِ عصیاں کی دوا اور بھی ہے یوں تو مگر
اس مرض کو تو مجرب ہے حیا کا تعویذ

ولہ

کیوں علم بے عمل نہ ہو بے کار و بے مزہ
ہوتا نہیں ہے ذکرِ شکر سے دہن لذیذ

ردیف رائے مہملہ

قبر میں ڈستے رہینگے یہی اپنے اعمال
کوئی بچھو کوئی اژدر کوئی ناگن بنکر

۱ برقرار۔ پایدار
۲ سچی محبت۔ ولی
۳ پیارے کی عاجزی
۴ یادِ خدا۔ وہ بخت
۵ قسمت۔ خطا قسمو
۶ آزمودہ۔ تجربہ
۷ کیا ہوا ۸ مزیدار
۹ عمل کی جمع افعال

اور غفلت پہ یہ آفت ہے کہ مغرور رہوے
ہمیں آیا ہے بڑھاپا بھی لڑکپن بنکر

ایسے جینے سے تو مرنا ہی کہیں بہتر ہے
اپنے بیگانے پہ رہتے ہیں اجیرن بنکر

کم نہیں رشتۂ زنار سے اپنی رگِ جاں
ہم تو مسجد میں بھی پھرتے ہیں برہمن بنکر

نفع کی جن سے توقع تھی بہت کچھ سیفیؔ
وہی اب دیکھ رہے ہیں ہمیں دشمن بنکر

ولہ

اترائیے نہ اپنے قول پہ اس قدر
کچھ کیجیے خیال خزان و بہار پر

بے عیب اپنے آپ کو پہلے بنائیے
پھر طعن کیجیے گا کسی عیب دار پر

ہوتا نہیں خفیف وہ ابنائے جنس میں
جس کی نگاہ رہتی ہے انجامِ کار پر

ہر لحظہ اک نہ ایک ہے فتنہ کھڑا ہوا
پڑ جائے خاک گردشِ لیل و نہار پر

ولہ

کنعاں صفت شریف خدا سے کبھی تو ڈر
لیس من اہلک پہ کبھی غور بھی تو کر

ولہ

خطِ تقدیر شکستہ ہو تو دعوی کس پر
گردشِ چرخِ ستم پیشہ کا شکوا کس پر

اپنے بیگانے ہوئے دوست بنے ہیں دشمن
تنگدستی میں ہو شیدا دلِ دانا کس پر

آج ہے محفلِ شادی تو صفِ ماتم کل
ایک انداز پہ رہتا ہے زمانہ کس پر

رہنما بھی نظر آتے ہیں غرض کے بندے
اب کیا جائے زمانہ میں بھروسا کس پر

ولہ

سیر کرنے کو کہاں سے لاؤں پتھر کا جگر
یاد آتا ہے وطن گلزار و گلشن دیکھکر

ا ناگوار ۲ وہ تاگا جو ہندو گلے میں ہمیشہ رکھتے ہیں۔ جینو ۳ امید۔ آس ۴ فخر کرنا ۵ اتنا ۶ خیال کرنا بمعنی سوچنا غور کرنا ۷ عیب جوئی ۸ ہلکا۔ سبک ۹ کنعان نوح علیہ السلام کے بیٹے کا نام جو بڑا نافرمان تھا ۱۰ سمر علی کے سنعان صفت ۱۱ کیسی ہے یعنی کنعان کے جیسے اوصاف رکھنے والا ۱۲ فدا۔ عاشق۔ دیوانہ

۲۳

ولہ

ستم کیا کر رہی ہے دولتِ الفت[۱] ستا مجھ پر
وہی دشمن نظر آتے ہیں جو تھے مہرباں مجھ پر

بھروسا زندگی کا کچھ نہیں ہے جانے دو ل تو
خفا کب تک رہو گے اس طرح اے مہرباں مجھ پر

ولہ

کیا شاد کرے گی تجھے تدبیر کی تقدیر
جب پھوٹی ہوئی ہے تری تقدیر کی تقدیر

کیا نکلیں گے اظہارِ لیاقت کے نتیجے
بے فیض ہے جب خامۂ[۲] تحریر کی تقدیر

قسمت ہی جو الٹی ہو تو کیا سوجھیگی سیدھی
تقدیر کی تدبیر ہے۔ تدبیر کی تقدیر

معلوم نہیں ہوگی یہاں کون سی محفل
پوشیدہ ہے بانی[۳] سے بھی تعمیر[۴] کی تقدیر

نادان کی ہمدم ہے تو ہے دشمنِ دانا
کیوں پھوٹی ہوئی سمجھیں نہ توقیر[۵] کی تقدیر

گدڑی[۶] کے سوا کچھ اسے ملتا نہیں **سیفی**
کیا اُلٹی ہے شرمندہ اکسیر کی تقدیر

ولہ

آسماں جب ہاتھ سے رکھتا نہیں بندوقِ شر
چاندماری[۷] کی طرح ہم بھی تو ہیں سینہ سپر[۸]

روک سکتا ہے کوئی تم کو سخاوت کیلئے
دیجئے انعام لیکن مستحق کو دیکھکر

ولہ

کیلئے کیا ہوگئے کوشش کی بدولت احباب
تو نے کچھ بھی نہ کیا دارِ محن میں آکر

ولہ

اپنی صحت کا تو کچھ شکر کرو گے **سیفی**
نہیں کرتے نہ کرو اور کسی بات کا شکر

ولہ

[۱] محبت کرنے والے
والی۔ [۲] قلم
[۳] بنیاد رکھنے والا
بنانے والا [۴] عمارت
بنانا [۵] عزت
تعظیم [۶] فقیر کی
پیوند لگا ہوا لباس
[۷] وہ گول نشان
جس پر نشانہ درست
کرنے کیلئے گولیاں
مارتے ہیں [۸] سینہ کو
سپر بنایا ہوا۔

جب کھلے گی آنکھ تب دیکھینگے ہم | سو رہے تھے فرش پر یا خاک پر

ردیف زائے معجمہ

علم کے سامنے یہ دولت و ثروت کیا چیز | لذت فقر کے آگے زر و عشرت کیا چیز

ولہ

بیمار معصیت کے لئے ہے شفا نماز | دنیا و دیں کے غم کی ہے اچھی دوا نماز
پژمردہ دل کے حق میں ہے آب بقا نماز | سکھلاتی ہے وفا و حیا و سخا نماز
واللہ دو جہان کی مل جائیں نعمتیں | خوف خدا کے ساتھ اگر ہو ادا نماز
اسلام سے تو ان کو تعلق نہیں کوئی | جن کو پسند ہی نہیں آتی ذرا نماز
کیوں کوئی ایسی یکجہتی پہ فدا نہ ہو | پڑھتے ہیں ایک رخ ہی میں شاہ و گدا نماز
جو وقت کی نماز ہی پڑھتے نہیں کبھی | وہ کس طرح خوشی سے پڑھینگے قضا نماز
جنت کی کیا بساط ہے مل جائیگا خدا | ہو جائے گی نصیب اگر بے ریا نماز
حیرانیوں میں بھی کبھی اس کو نہ چھوڑنا | ہر ایک درد و غم کی ہے مشکل کشا نماز
وہ کیا ہیں جس سے ان کو مسلمان ہم کہیں | پڑھتے نہیں ہیں بھول کے جو بیوفا نماز
بے اعتنائیوں سے نہ دیکھو کبھی اسے | دیدار کردگار کی ہے رہنما نماز
عصمت مآب صوم ہے۔ الفت مآب حج | شمس الضحیٰ زکوٰۃ ہے بدر الدجےٰ نماز
پوشیدگی طاعت حق بھی نہیں ضرور | خوف خدا کے ساتھ پڑھو جا بجا نماز

کیونکر کوئی خطا وہ کریں گے ارادۃً
جو دل لگا کے کرتے ہیں سیفی ادا نماز

ردیف سین مہملہ

لطف تو جب ہے کہ غمگین ہو غمخوار کے پاس	دلِ دلگیر رہے دلبر و دلدار کے پاس

ولہ

خوابوں کا انتخاب بھی ہے کس کے ہاتھ میں	کیوں اس پہ غور کرتے نہیں ناخدا شناس
اب تک میرے کلام کی شہرت نہیں ہوئی	شاید نہیں زمانہ میں کوئی ادا شناس

ردیف شین معجمہ

کیوں نہ بہلے ظالموں کا دل جفا سے ظلم سے	بدہوائی کے زمانے ہی سے ہیں غسال خوش

ولہ

کیوں بے سمجھ ملول نہ ہوں وعظ و پند سے	بیمار بھی تو کڑوی دوا سے نہیں ہیں خوش

ولہ

کیوں عاشق ابروے محمد نہ ہو سیفی	ہوتی ہے بہادر ہی کو تلوار کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

کرتا نہیں کسی سے مروت فدائے حرص	ناآشنا جہاں سے ہے آشنائے حرص
ہو جائے پادشہ بھی اگر بے نوائے حرص	رہنے نہ دیگی چین سے اسکو بلائے حرص
شاہی کے بدلے اُس کو فقیری نصیب ہو	پڑ جائے جسکے فرق پہ ظلِّ ہمائے حرص
یہ وہ مرض ہے جس کی دوا ہی کہیں نہیں	دیکھو نہ بھول کر بھی کبھی تم لقائے حرص
مرکر بھی چین سے نہیں سوتا مزار میں	وہ مضطرب ہے کشتۂ تیغِ ادائے حرص

عزت سے دیکھتا نہیں کوئی حریص[1] کو!
دے گی نہ نفع تم کو تمھاری تونگری!

یارب کسی کے سر پہ نہ ٹوٹے بلائے حرص
جب تک ہو گئے شیفتہ و مبتلائے حرص

سیفی کبھی حریص سے تم مشورہ نہ لو
بے لوث بات کرتے نہیں مبتلائے حرص

ردیف ضاد معجمہ

اب کہاں پہلی سی گلشن کی بہار
کانٹے ہی کانٹے ہیں پھولوں کے عوض[2]

ولہ

شیدائے نیستی کو مسیحا[3] سے کیا غرض
آبِ حیات اور مداوا سے کیا غرض

مجھ سے جب آپ کو کوئی مطلب نہیں حضور
پھر مجھ غریب کے دلِ شیدا سے کیا غرض

جب دل میں آرزو ہی کسی بات کی نہیں
ادنیٰ سے کیا غرض ہمیں اعلیٰ سے کیا غرض

جن کو امید ہے انہیں ارمان چاہیئے
حسرت نصیب دل کو تمنا سے کیا غرض

جب دل لگائے بیٹھے ہیں اک بے نشان سے
مسجد[4] سے کیا علاقہ کلیسا سے کیا غرض

پہلی سی اس کی زندہ دلی ہی نہیں رہی
ہاں! اب کسی کو سیفی رسوا سے کیا غرض

ولہ

آگ ہی کے ساتھ جب شعلے بھی ہوتے ہیں فنا
معترض[5] کے ساتھ مٹ جائیں گے بیجا اعتراض

ردیف طائے مہملہ

اپنے کاموں کی اگر کچھ بہتری منظور ہے
بھول کر سیفی نہ کرنا تو کردوں سے اختلاط[6]

---

[1] حریص۔ لالچی
[2] بدلہ معاوضہ
[3] عیسیٰ علیہ السلام کا لقب جن کا معجزہ مُردوں کو جلا دینا تھا یہ علاج
[4] سجدہ کرنے کی جگہ
[5] گرفت کرنے والا۔ غلطی نکالنے والا
[6] میل جول۔ دوستی۔ ربط۔ ضبط

ولہ

ردیف ظائے معجمہ

کیا مستفید ہوگا کوئی اُن کی چیز سے | سیفی! جنھیں سمجھ نہ کسی کا ہو کچھ لحاظ

ولہ

سعی لازم ہے مگر پیش قضا کے آگے | سخت رہتی ہے زرہ اور نہ چلقہ محفوظ
فتح مشکل ہے بہت صبر و سکوں سے پہلے | اِس کا پیرو ہو کہ ہے حرفِ مشدّد محفوظ

ردیف عین مہملہ

کیوں آرزوئے خلد اسیرِ ہوس کو ہے | جب پائے لنگ کو نہیں رفتار کی طمع
جب تک نہ روک تھام ہوا بابِ درد کی | بیکار ہے دوائے اثر بار کی طمع

ردیف غین معجمہ

اِس خوابِ زندگی کے ہیں احباب بھی شریک | ملتا ہے عمرِ رفتہ کا بس اِسقدر سراغ

ردیف فا

کیوں نہ ہو شمشیر اس کی فتحمند | ہو خدا جس کی شجاعت کی طرف

ردیف قاف

علائے طفل ہے کب اعتبار کے قابل	نہیں ہے قرض سے کچھ کم سخاوتِ احمق
نہاں رہا نہ کوئی راز غیر سے سیفی	عذابِ جانِ ابد ہے صحبتِ احمق
عشقِ احمد سے ہوئی خانۂ جاں کی رونق	سچ تو یہ ہے کہ مکیں سے ہے مکاں کی رونق
اوجِ توحید پہ جب مہرِ صداقت چمکا	اُڑ گئی غازۂ رخسارِ بتاں کی رونق

ردیف کاف عربی

رگِ گردن سے بھی ہے داورِ محشر نزدیک	کیا تردد ہے انھیں جن کا ہو رہبر نزدیک
ہمتِ و شوقِ تجسس کو تو پورا کرلو	رگِ گردن سے بھی ہے داورِ محشر نزدیک
خوابِ غفلت ہی وہی گو یہ خیال آتا ہے	ہر گھڑی موت سے ہوتا ہوں برابر نزدیک

ولہ

قدرِ آزادی کی سیفی کیجئے	اپنے جیسوں کی غلامی کب تلک

ردیف کاف فارسی

بدنہادی سے عزیزوں کی پریشاں کیوں ہو	ختم یہ رنج نہ ہونگے کبھی دم ہونے تنگ
کس طرح چین سے انسان کی گزری افسوس	کھانے پینے کی رہی فکر شکم ہونے تنگ
کھل گئی مفلسی و بیکسی اپنی سیفی	کام چلتا تھا زمانہ کا بھرم ہونے تنگ

زندگی ہوتی ہے افلاس میں دوبھر سیفی
ساری دنیا کے تماشے ہیں درم ہونے تنگ

ولہ

راکھوج - تحقیقات
یہ بعض اساتذہ نے
تلک کو متروک فرمایا
ہے سیفی نے اسکو
قابل ترک نہیں
سمجھا - سیفی

پنہچے ہوئے تھے جن کے مکاں آسمان تک | باقی نہیں ہے اُن کا زمیں پہ نشان تک
وسعت ہمارے دیدۂ دل کی نہ پوچھئے | اس میں سمائے جاتے ہیں دونوں جہان تک
دولت کی کیا تلاش ہے ہمت کو ٹھیک کر | وہ شئے ملیگی جس کا نہیں ہے گمان تک
یہ تیر کیا کرے گا جو قسمت میں کچھ نہ ہو | مانا کہ کھینچ بھی لیا چلّے کو کان تک
لاکھوں نفوس جس کے کرم کے ہوں منتظر | کیا پہنچتی ہے میری فغاں اُسکے کان تک

سیفی بوفورِ فکر نے کیا کیا ستم کیے
مجھ سے جدا ہوا مرا نام و نشان تک

ولہ

ای اُمید عتبہ بوسی ابھی سوئے طیبہ چل | یہ مرا شباب کب تک یہ تری بہار کب تک
تھی تجھے نبی برحق کہ اُٹھائیں آفتیں سب | غم و رنج دائمی کا کوئی غمگسار کب تک

یہ سفید بال آئے کہ پیامِ موت سیفی
غمِ عاقبت بھی کچھ ہو غمِ روزگار کب تک

ولہ

برسیں گے مل کے جب یہ برسنے پر آئینگے | ظاہر میں گو ہیں قطرۂ باراں الگ الگ

ولہ

بیٹے کو باپ سے ہے تو بیٹی کو ماں سے جنگ | کہئے ظہورِ حشر کے کیا یہ نہیں ہیں ڈھنگ
سمجھائے اُس کو کون بدی کی بُرائیاں | نیکی کے نام ہی سے ہی جس آدمی کو ننگ
مانا کہ زر کے ساتھ ہے انساں کی آبرو | زر. زن. زمیں یہ ہوتی ہے لیکن ہمیشہ جنگ
ہرگز نگاہوں میں عدو کی نہ آئے | ہوتے نہیں ہیں زیبِ بدن جامہ ہائے تنگ

ا فراخی - چوڑائی
۲ سمانا بمعنی ہویا
۳ سما جانا
کمان کا تانت
۵ نفس بسکون فا
کی جمع - جانیں
رحمتیں سے الدو
زیارت ...
ایذا دہی ... بفتح
اول چوکھٹ
۸ بفتح اول و سکون
یائے تحتانی و فتح
باء نام شہر محمد مصطفیٰ
روحی فداہ ۹ مدامی
سدا کا

جھوٹوں کی بات پر نہ کوئی کام کیجئے
اک وقت پر پہنچتے ہیں منزل کو اسپ لنگ

وابستگی مجسم ہے تارِ نفس کے ساتھ
جب ڈور ہی نہ ہو تو اڑے کسطرح پتنگ

موزوں ہے خاکیوں کے لئے فرشِ خاک کا
ہاں سربلند جو ہیں انہیں چاہیئے پلنگ

جن کی نگاہ میں ہیں زمانے کے انقلاب
وہ کارِ خیر میں کبھی کرتے نہیں درنگ

کہنا ہے صاف صاف تو رشوت نہ لو کبھی
وہ تیغ کیا کریگی جسے کھا چکا ہو زنگ

کیوں ظالموں کا دل نہ لگے گا جہاں میں
دریا میں کوئی خوش نہیں رہتا مگر نہنگ

دل کو نہ مبتلائے ہوا و ہوس کرو
کس کام کا وہ آئینہ جس کو لگا ہو زنگ

کھٹکا رہے گا گرنے کا ہر دم سوار کو
گھوڑے کا تنگ اچھی طرح جب ہے نہ تنگ

واقف جو سرد و گرم زمانہ سے کچھ بھی ہیں
وہ اختیار کرتے ہیں **سیفی** ہوا کا رنگ

ردیف لام

سرخرو کیوں نہ ہوں نیکوں کی عنایت سے برے
پرتوِ مہر سے ہے لال بھبوکا بادل

ولہ

جو خدا کی یاد میں ہر وقت ہیں ڈوبے ہوئے
انکے حق میں آتشِ دوزخ بھی ہے باغِ خلیل

ولہ

ہم جوہرِ ذاتی کے ممنون و ثنا خواں ہیں
غیروں کی سخاوت سے حج ہو بھی تو کیا حاصل

ولہ

بری قسمت ہے اور حسرت بھرا دل
الٰہی کس مصیبت میں پھنسا دل

کسی کا ہو کے یہ کیونکر رہے گا
مجھی کو جب ستاتا ہے مرا دل

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
گرہ
ملا اک بے وفا کو بے وفا دل

مقدر بھی مرے اچھے ہی ہونگے
ملا ہے جب مجھے حسرت بھرا دل

ولہ

جذبۂ شوق پہ ہے لطفِ عبادت موقوف
اسلئے چاہیئے اللہ کی محبت اوّل

ولہ

کامیاب اپنے ارادے میں تو کیونکر ہوگا
تری امید کا مرجع ہے جب انسانِ بخیل

ولہ

خدا کچھ عقل اور ہمت انھیں دے
جو بیکاری کو کہتے ہیں توکل ؛

ولہ

شرمندگی بھی آتشِ دوزخ سے کم نہیں
کیوں شرمسار ہو کوئی ناکردہ کار دل

راحت کا ہے گزر کبھی آفت کا ہے گزر
اعراف ہے کہ ہے مرا امیدوار دل

جنت کی بھی، خدا کی بھی، دنیا کی بھی ہے چاہ
دینے تھے مجھکو بارِ خدا تین چار دل

رنج والم کی ایسی ہی آمد اگر رہی ؛
ہوجائے گا کسی نہ کسی کا شکار دل

ردیف میم

ہر اک شئے میں تو بڑھ جائیں بڑوں سے
فقط مذہب میں گھٹکر کیوں رہیں ہم

ولہ

ہم درد چارہ گر سہی لیکن ولی نہیں
بے چین بھی تو ہوں کبھی دردِ نہاں سے ہم

مرجع = جائے رجوع۔ پناہگاہ۔ اعراف = جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ بارِ خدا = اے بزرگ خدا۔ خدائے تعالیٰ۔ ولی = بزرگ۔ خدا رسیدہ۔ روشن ضمیر۔

کب تک سہینگے اُس کے وفا آزما[1] ستم ۔۔۔ اپنا بنائیں گے جسے آہ و فغاں سے ہم
اپنا ہی سینہ آہ کی کب تک سپر[2] رہے ۔۔۔ جب تنگ آگئے ہیں بہت آسماں سے ہم

سیفی جب اعتبار ہے اپنے سلوک[3] پر
کیوں بدگمان ہوگئے ہیں رازداں سے ہم

ولہ

مصیبت غیر کی خوش کن ہے لیکن ۔۔۔ وہ دوزخ میں رہے اور فردوس میں ہم

ولہ

جب اپنے کئے کی سزا پائیں گے ہم ۔۔۔ اُسی وقت کچھ ہوش میں آئیں گے ہم
گنہ پر گنہ اب تو کرتے ہیں لیکن ۔۔۔ بہت حشر کے روز شرمائیں گے ہم

ولہ

صاف دل وہ ہیں کہ ہیں آئینہ ہم ۔۔۔ کچھ نہیں رکھتے کسی سے کینہ ہم
اس میں پنہاں ہیں بہت سِرِّ خفی[4] ۔۔۔ کیوں نہ سمجھیں شاعری کو سینہ ہم
قدرداں اپنا جہاں کوئی نہ ہو ۔۔۔ جائیں گے ایسی جگہ پر ہی نہ ہم
رحم ہی جب ہوگیا عنقا صفت ۔۔۔ کس کو پھر دکھلائیں زخمِ سینہ ہم
کیوں نہ سوجھے جاہلوں کو شاعری ۔۔۔ گرہ ۔۔۔ آنچہ مردم میکند بوزینہ ہم
جیتنے والوں نے بازی جیت لی ۔۔۔ دیکھتے ہی رہ گئے آئینہ ہم

کیوں اُٹھاتے اس طرح شرمندگی
غیر کی سُنتے اگر سیفی نہ ہم

ولہ

[1] وفا کو آزمانے والے
[2] اسم مونث۔ ڈھال
[3] نیک برتاؤ۔
[4] بھید
ہم

سوا خدا کے لگاؤ نہ دل کسی سے تم
نہ رہنے پاؤ گے ورنہ کبھی خوشی سے تم

ولہ

عمرِ عزیز کھو چکے نادانیوں میں ہم
اب مبتلا ہیں سخت پشیمانیوں میں ہم
بھولے سے بھی مزاج سلجھتا نہیں کبھی
ایسے اُلجھ گئے ہیں پریشانیوں میں ہم

نیرنگیاں جہان کی سیفیؔ نہ پوچھیے
ششدر رہ گئے کل تھے! آج ہیں حیرانیوں میں ہم

ولہ

فرقتِ انصاف کی کیا خاک سیفیؔ کہہ سکیں
بات کر سکتے نہیں منہ میں نوالہ ہو تو ہم

ردیف نون

اُسی چیز کی کوئی عزت نہیں
صداقت سے جس کو محبت نہیں
ہمیں سے ہے جتنی محبت ہمیں
غلامی ہی نعمت ہو جن کے لئے
نئی کونسی چیز دنیا میں ہے
وہ دُنیا کے جھگڑے بڑھائیگا کیا
یہ مانا کہ ہو دشمنِ بد اجل
جو پہلے تھے اب بھی وہی ہیں عرب

زمانے کو جسکی ضرورت نہیں
خدا کی قسم اُس کو راحت نہیں
کسی سے بھی اتنی محبت نہیں
تجارت میں اُن کو مسرت نہیں
یہ کہئے کہ اب وہ جہالت نہیں
جسے ذکرِ خالق سے فرصت نہیں
مگر اس سے بچنے کی صورت نہیں
ہماری زباں ہی میں لذت نہیں

خدا کی ضرورت ہے سیفیؔ ہمیں

خدا کو ہماری ضرورت نہیں

جس جگہ یہ کینہ پرور آسماں ہوتا نہیں — ماجرائے درد و غم ہرگز وہاں ہوتا نہیں
طور پر کیا منحصر ہے قابلیت چاہیئے — شاہدِ مقصود کا جلوہ کہاں ہوتا نہیں
آشیاں اُس باغ میں چل کر بنا اے عندلیب — خُلد کی صورت جو پامالِ خزاں ہوتا نہیں

ولہ

پامال ہو آج اُن کی تربت — تھی نخوت و کبر جن کے سر میں

پیری میں گرے ہیں دانت سیفی
تارے تھے نہاں ہوئے سحر میں

ولہ

فروغِ دیدۂ اشعارِ نامدار ہوں میں — خزاں کا خوف نہیں جسکو وہ بہار ہوں میں
بٹھائیں کیوں نہ سر و چشم پر مجھے احباب — جہاں میں سرمہ کے مانند خاکسار ہوں میں
عدو کے حق میں بیاباں محب کے حق میں چمن — کہیں خزاں ہوں کہیں موسم بہار ہوں میں

عدو کی بات کا کیا اعتبار اے سیفی
یہ سب ہی جانتے ہیں فخرِ روزگار ہوں میں

ولہ

لے جائیں گے نصیب کے چکر جہاں کہیں — مل جائیگا ہمیں بھی وہیں آشیاں کہیں
واقف ہیں ہم تو تیرے تلوّن سے اے فلک — یہ دل بھی کچھ سمجھ لے تیری شوخیاں کہیں
کیوں ناگوارِ طبع ہوں احباب کے ستم — ہوتا ہے ناگوار بھی جورِ بتاں کہیں
دل سے نکل کر آئے زباں تک جو رازِ دل — ہوتا ہے ایسا راز بھی رازِ نہاں کہیں

[۱] سرگذشت، واقعہ، کیفیت
[۲] ٹھیرا ہوا، موقوف
[۳] معشوق، محبوب
[۴] بکسر نون، گھمنڈ، غرور، کبر، تکبر
[۵] روشنی، جوت، نور
[۶] نامور، شہرت
[۷] بدلنا طبیعت کا، ایک بات پر قائم نہ رہنا

کیوں بے وفا سمجھتے ہو مجکو عدو سبھی ۔ ہوتی ہیں ایک وضع کی سب انگلیاں کہیں
راحت میں بھی خیال یہ آٹھوں پہر رہا ۔ پیچھا کرے نہ اور مرا آسماں کہیں

ولہ

کبھی کتے کی دُم سیدھی نہ ہو گی ۔ اگر برسوں بھی ہم رکھیں نلی میں

ولہ

نہ ہو دیوانہ گل پر دیکھ اِدھر بھی بلبل ناداں ۔ کہ وہ تھامے ہوئے ہی تیر کو صیاد چٹکی میں

فلک کا کیا بھروسا وہ اگر ہے مہرباں **سیفی**
بدلتا ہے ہزاروں رنگ یہ جلاد چٹکی میں

ولہ

پیسہ کے ساتھ ساری جہانکی خوشی بھی ہی ۔ جب یہ نہیں تو عیش کے سامان بھی نہیں
کہہ سُن کے کچھ بُخار ہی دل کے نکالتے ۔ ہم سا یہاں تو کوئی پریشان بھی نہیں

ایسی مسافرت کی پریشانیوں میں ہائے
اپنا رفیق **سیفی** لسّان بھی نہیں

ولہ

ہمت کے ساتھ آدمی جس کو نہ کر سکے ۔ دنیا میں کوئی کام بھی اتنا اہم نہیں
جس کام کا نتیجہ بجز غم کے کچھ نہ ہو ۔ ہشیار ایسے کام میں رکھتے قدم نہیں

ہر ایک بات کے لئے **سیفی** دُعا کرو
لازم باحتیاط خدا کا کرم نہیں

ولہ

۱ ڈھنگ ۔ انداز
ترتیب ۔ ۲ بنی زنکان
محاورہ ہے یعنی
دل کی چھیڑ اس
دور کرنا ۔ غصہ آ جانا
مرد ۳ ہمت بولنے والا
شیریں زبان ہے
۴ بفتح ہا سخت
مشکل ۔ دشوار ۔

تری طاق ابرو کی ہے یاد جنکو	سدا اُن کی گردن کو خم دیکھتے ہیں
کس اُمید پر دل لگائیں کسی سے	وفادار دُنیا میں کم دیکھتے ہیں
ہمیں بس تری جستجو سے غرض ہے	اسی دُھن میں دیر و حرم دیکھتے ہیں

کسی سے شکایت ہی کیا اسکی **سیفی**
محبت میں عاشق ستم دیکھتے ہیں

ولہ

اس مُتمنے سے ہمیں کچھ آگہی ہوتی نہیں	جو گیا دُنیا سے اسکی واپسی ہوتی نہیں
اپنے بیگانے ہوئے ہیں کس غضب کا انقلاب	مفلسی سے بڑھ کے کوئی شئے بُری ہوتی نہیں
جنہیں قوت ہے وہ کب ہوتے ہیں تابع غیر کے	پیرنے میں شیر کے ہرگز کمی ہوتی نہیں
مصلحت ہے کوئی یا بدقسمتی عشاق کی!	دلبری ہوتی ہے جنہیں دلدہی ہوتی نہیں

تجربہ اس بات کا **سیفی** ہوا مدت کے بعد
خودغرض کی بات ہی میں راستی ہوتی نہیں

ولہ

دوست جس کو سُن کے بن جائیں عدو	ایسی ویسی گفتگو اچھی نہیں
خیرخواہوں کی تمنا رہ گئی	سچ تو یہ ہے آرزو اچھی نہیں

ولہ

وقت کے جلد گزرنے کی تمنا **سیفی**	خواہشِ موت سے کیا دست و گریباں نہیں

ولہ

کیسا ہوں کیا کہوں غرض اچھا نہیں ہوں میں	جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا نہیں ہوں میں

۱۔ اسم مذکر بمعنی یکتا و یگانہ و بمعنی محراب ابرو و بھوں کی کمان مونث ۲۔ سدا کو بعض لوگ قابل ترک خیال کرتے ہیں مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے ۳۔ بیچینیاں پہیلی ۴۔ بیتکمی ـ نا کارہ ۵۔ حاصل کلام ۶۔ فی زمانہ ـ ہم

بجتی ہے دونوں ہاتھ سے تالی ستم شعار	جب تو مرا نہیں ہی تو تیرا نہیں ہوں میں
اچھے جب آپ تھے تو بُرا کیوں کہا مجھے	مانا کہ لوگ کہتے ہیں اچھا نہیں ہوں میں

ولہ

دیکھنے کو تو ہی انسان بہت ہی بے بس	بند کرتا ہی مگر دیو پری شیشے میں
دلربا یا نہ کرشموں سے ترے بنتِ عنب	کب اُترتا ہی کوئی مرد جری شیشے میں

جلوهٔ یار ہو دل میں تو مزہ ہے سیفی
شیشہ کس کام کا جب ہو نہ پری شیشہ میں

ولہ

جب تک اچھا اور کامل رہنما ملتا نہیں	بے نیازِ بے نشاں کا کچھ پتہ ملتا نہیں

بے وفا سے کیوں ہے اے سیفی تمنائے وفا
جانتے ہیں سب کہ عنقا کا پتہ ملتا نہیں

ولہ

مجال کیا ہی جو قابو میں آرزو نہ رہے	اگرچہ قیدیٔ عہدِ شباب ہم بھی ہیں
پتہ یہ آمد و رفتِ نفس سے ملتا ہے	کہ بحرِ زیست میں مثلِ حباب ہم بھی ہیں

عدو کی موت پہ کیوں کر کریں خوشی سیفی
کہ اس سفر کیلئے پا رکاب ہم بھی ہیں

ولہ

تمنائے تہوّل کیلئے لازم ہے محنت بھی	کہ خواہانِ گہر غوطہ زنی سے کام لیتے ہیں
روا ہی نا روا بھی اپنے وقت پر لیکن	جنھیں کچھ شرم ہی وہ کب خوشی سے دام لیتے ہیں

ا کے معنی فتح نون
شراب ۲ شیشہ میں
اترنا قابو میں آنا
۳ ایک ایک ...
... عرفی ...
۴ حاجت متعدد ...
لغوی معنی ...
۵ دریا، سمندر
۶ تیار، آمادہ سفر
نظیر بر دیوان غنی
۷ قرض

بڑا احسان ہے ان کا کہ اپنی نیکیاں دے کر | مری ساری سیہ کاری کو یہ نا اُمّم لیتے ہیں

ترقی کی تمنا ہے تو محنت کیجئے سیفی
جو اچھا کام کرتے ہیں وہی انعام لیتے ہیں

ولہ

دیکھ کر غفلتِ ابنائے زمانہ سیفی | کبھی حیراں کبھی خنداں کبھی گریاں ہوں میں

ولہ

ہائے کیا کم قسمتی ہے لذتِ دارین سے | زاہدوں میں ہوں میں اے سیفی نہ میخواروں میں ہوں

ولہ

عبث آتا ہے اے نبّاش دیوانوں کی مرقد پر | کفن کیسا نہیں ملتے ہیں تجھ بھی مزار و نہیں
طریقِ عشق میں یکساں ہے پابندی آزادی | کبھی میں زاہدو نہیں ہوں کبھی میں بادہ خوار و نہیں

ولہ

رات دن کشمکشِ زلفِ دوتا میں ہوں میں | ہائے کس پیچ میں آفت میں بلا میں ہوں میں
صبح ہوتے ہی نکل چلنے کا ساماں کیا | رات بھر کیلئے اس کہنہ سرا میں ہوں میں
ہوش آئے ہیں بڑھاپے میں جوانی تو گئی | صبح کا وقت ہے اور یادِ خدا میں ہوں میں
ہائے کس منہ سے ہو قسمت کے بگڑنے کا گلہ | اپنے افعالِ کمینہ کی سزا میں ہوں میں
بہت آسان تھا ایک ایک خطا کا کرنا | سب کی اب فکر ہے اور دستِ قضا میں ہوں میں
بے تکلف وہی کرتا ہوں جو کچھ دل چاہے | فکر میری نہ کرو تم فقرا میں ہوں میں

بات جو بس گئی دل میں وہ نکلتی کب ہے
چھیڑ سے مجکو نہ سیفی جُہلا میں ہوں میں

۱؎ لڑکا، بچہ، جنلخور ۲؎ فریفتۂ دنیا ۳؎ کفن چورانے والا ۴؎ سونے کی جگہ۔ مجازاً قبر، تربت۔ ۵؎ مجازاً دنیا۔ ۶؎ رتیلا مصر سنا ۷؎ تکلیف اٹھانا، بناوٹ ۸؎ بفتح قاف فقیر کی ۹؎ جمع جاہل کی جمع

وله

ہمیں کیا اُس فلک طینت کے وعدے شادماں رکھتے ۔ بدل جاتا ہو در دِسری جسکا پیار چٹکی میں

وله

کیا جانے کیا سلوک کرے جلوہ حبیب ۔ موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار ہم بھی ہیں

وله

مگر ہم قیامت کے دن بھی نہ جاگیں ۔ کچھ ایسی ہی غفلت کے مارے ہوئے ہیں
نہ قسمت سے واقف نہ کل کی خبر ہے ۔ عبث آپ ہمت کو ہارے ہوئے ہیں

تمھاروں کا شکوہ کرے کیسے **سیفی**
ہمارے جو تھے وہ تمھارے ہوئے ہیں

وله

عیش و عشرت سے بسر شام و سحر کرتے ہیں ۔ ہم بھی کس شان سے عقبیٰ کا سفر کرتے ہیں
شبِ آفت کی درازی کوئی اُن سے پوچھے ۔ کروٹیں لیتے ہی لیتے جو سحر کرتے ہیں
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی الگ کیوں نہ بنائیں ۔ شیخ رندوں سے اگر ٹیڑھی نظر کرتے ہیں
اپنے بیگانے نظر آتے ہیں اللہ اللہ ۔ ہم تردد میں جدھر آج نظر کرتے ہیں

وله

غصہ ناصحِ مشفق سے کمدر کیوں ہو ۔ وہ محبت سے جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

وله

دریں دنیائے دوں از بہرِ دو نا ۔ سیہ کاریست کارِ خیر کردن

وله

خرد مندانِ کامل را نہ زیبد ۔۔۔ ہوائے نفسِ نافرجام کردن

ولہ

چہ نامِ زاہد را برباد دادند ۔۔۔ ز دلقِ[1] مکر کوتہ آستیناں

زباں بر نخلبندِ[2] خود کشائید
بہ بیں **سیفی** غرورِ خوشہ چنیاں

ولہ

شریکِ غم ہیں یہ ۔ اور وہ شریکِ عیش و راحت ہیں ۔۔۔ بس اتنا ہی تو بل رہتا ہے **سیفی** دوست و دشمن میں

ولہ

جنھیں خطوط کا لکھنا بھی بارِ خاطر ہے ۔۔۔ امید اور عنایت کی اُن سے کیا رکھیں
حواس[3] تک بھی جدا ہو رہے ہیں پیری میں ۔۔۔ اب اور کس کی رفاقت[4] کا آسرا رکھیں

جب اعتبار ہی کچھ زیست کا نہیں **سیفی**
تو کام آج کا ہم کل پہ کیوں اُٹھا رکھیں

ولہ

بھول کر ایسی تمنا نہیں کرتے دانا ۔۔۔ جن کے انجام اُنھیں رنج و الم دیتے ہیں
کسی بد خلق[5] سے کیوں رکھتے ہو امیدِ کرم ۔۔۔ دادِ انصاف کہیں اہلِ ستم دیتے ہیں

ولہ

علما[6] کب امیر ہوتے ہیں ۔۔۔ کیمیا گر فقیر ہوتے ہیں

ولہ

نہیں دیتے ہیں تاؤ مونچھوں پہ **سیفی** ۔۔۔ کھلونا جوانی کا ہے کھیلتے ہیں

۱۔ گدڑی ۔ ۲۔ گلچین مالی ۔ ۳۔ حاسّہ کی جمع حواس دس ہیں ۔ ۴۔ بفتح را ہمراہی ۔ ساتھ دینا ۔ ۵۔ خصلت ۔ عادت ۔ ۶۔ [illegible]

ولہ

نشہ جب مورثِ حماقت ہے
پھر شرابی ہے عقل کا دشمن

ولہ

غور و عبرت سے اگر دیکھیں زمانہ کا چلن
رشکِ تیر و خار بن جائے گا ہر اک مو ئے تن

ولہ

جو زاہد و عابد ہیں غیروں کی سخاوت پر
کب دوست خدا کے یہ مخلوق کے دشمن ہیں

ولہ

جب تغافل کیش ہو کیوں ناتواں کی یاد ہے
ہونگی آفت میری سب بیماریوں پر ہچکیاں
عمر بھر یوں یاد ہم کرتے رہیں تو نفع کیا
جب اڑائی جا رہی ہیں ہچکیوں پر ہچکیاں

چھینک لو یا روغنِ بادام یا پانی پیو !
جب تمھیں آتی ہیں سیفی ہچکیوں پر ہچکیاں

ولہ

جذبۂ کوشش نہ ہو تو آرزو سے فائدہ
طائرِ بے بال و پر بھی اڑتے ہیں سیفی کہیں

ولہ

جب تمنا ہی نہیں زر کی ہمیں
کیوں کسی زردار کی پروا کریں

ولہ

اُس سے کیوں آپ کو محبت ہے
جس پہ کوڑی کا اعتبار نہیں

ولہ

لن ترانی سے ہے ظاہر کہ وہ مستور نہیں
مگر اس آنکھ میں دیدار کا مقدور نہیں

۱ وارث بنانے والا
۲ باعث۔ سبب
۳ کمبخت۔ بیوقوفی
۴ اسم ... روپیہ
۵ رفتار ... نہیں
۶ عادت ...
۷ ہچکیوں پر اڑانا ہنسی میں اڑانا
۸ اڑنیوالا پرندہ
۹ بازو۔ ۱۲۔
سیفی

ولہ

یہ مصیبت یہ مشقت ہے گوارا سیفیؔ — لیکن احسان کسی کا بھی مجھے منظور نہیں
سعی کے حکم کا مفہوم ہی سیفیؔ یہ ہے — غیب کا علم نہ ہو جس کو وہ مجبور نہیں

ولہ

امیدِ حق شناسی جاہلوں سے — یہ باتیں علم والوں کیلئے ہیں

ولہ

دیکھیں تجھے کہیں تو تری آرزو کریں — جب رُوشناس ہی نہیں کیا جستجو کریں
عزت کا جب خیال ہی رکھتا نہیں ہے دل — کیوں ایسے بیوقوفؔ کی ہم آبرو کریں
دامانِ تار تار کا کیا بندوبست ہو — ہو دھجیاں تو رشتۂ جاں سے رفو کریں
دل پاک ہو یہ نامۂ اعمال کچھ نہیں — دریائے اشکؔ میں جو کبھی شستؔ وشو کریں
پروا رہے ہمیں نہ امیر و فقیر کی — اپنی ہی کاش آپ اگر آبرو کریں

جب قدر دانِ علم ہی سیفیؔ کوئی نہیں
کیا خاک لکھنے پڑھنے کی ہم آرزو کریں

ولہ

یوں ہی ثابتؔ رہیں گے چشم و گوش — مرنے تک اِس کا اعتبار نہیں

ولہ

جب بُری چیز کو اچھا نہیں کرتی تقریظؔ — اچھی چیزیں کسی تعریف کی محتاج نہیں

ولہ

موت کا خوف بدل جائے خوشی سے سیفیؔ — خواہشِ خواب کو گر موت کی خواہش سمجھیں

ے بضم واو وقاف بے تمیز بے عقل
ے آنسو
ے دھونا صاف کرنا
ے پورا کامل
ے زندہ کی تعریف
سمی ثابت
پیدا کئے ونیب

وله

قدرداں جس کام کا کوئی نہ ہو! — آپ ایسے کام ہی کرتے ہیں کیوں

وله

بے خرد کے لئے نصیحت ہی — عقل والے تو عقل والے ہیں

وله

کیسی احباب کی عنایت ہے — اپنے سائے سے آپ ڈرتا ہوں

وله

آدمیت ہو تو پھر ہے آدمی بھی آدمی — جسمیں شیرینی نہ ہو وہ راکھ ہی شکر نہیں

وله

کیوں کسی آفت سے گھبرائیگی طبعِ مستقل — آب آئینہ ہوا سے موج زن ہوتا نہیں

وله

قدر دولت کی ہوا کرتی ہی عسرت ہی میں — کہ عصا ہاتھ میں آتا ہی نقاہت ہی میں
گرم لوہے کو مروت سے کوئی کیوں دیکھے — ابتری کام کی ہوتی ہی رعایت ہی میں
کیوں الجھتے ہو محبوں سے لڑو دشمن سے — لطف ملتا ہی اگر تم کو عداوت ہی میں
تندرستی کی ہر اک فکر سے غافل نہ رہو — چور سامان کو لے جاتے ہیں غفلت ہی میں

وله

میٹھی باتوں کے سوا ان سے نہیں کوئی امید — آج کل دوست بھی اک میوہ مصنوعی ہیں

وله

خالی نہ رہیں آپ کے دل یادِ خدا سے — شیطان رہا کرتے ہیں ویران گھروں میں

۱ے از انسانیت خوش اخلاقی ملنساری
۲ے مضبوط تا محکم
۳ے لہریں مارنا۔ پانی کا زور سے بہنا۔
۴ے تنگی۔ مفلسی۔ دشواری
۵ے بزرگوں کے ہاتھ کی بنی کردی۔ قبر آدم لاٹھی کردی بیماری کی ناتوانی۔
۶ے بناوٹی۔

۴

ولہ

عقل والوں کو خدا علم کی عزت بخشے	بے خرد علم سے مغرور ہوئے جاتے ہیں

ولہ

آفتوں میں محنتی روتا نہیں	غفلتوں میں وقت کو کھوتا نہیں
گھر کو دولت لے کے جاتا ہے وہی	جو مسافر چین سے سوتا نہیں
کوششیں ہیں کامیابی کی دلیل	صرف ارمانوں سے کچھ ہوتا نہیں

ولہ

غیر تو غیر ہیں کیا اُن سے شکایت سیفی	دوستوں سے بھی تو انصاف کی اُمید نہیں

ولہ

یہ کسبِ[1] علم نہیں زر کے واسطے تاہم	غنی اگر نہیں عالم تو بے نوا[2] بھی نہیں

ولہ

سجدۂ نفل[3] میں کیا لطف ملے گا اُن کو	ترکِ واجب ہی جنھیں موجبِ آلام[4] نہیں
علم اک اسم ہے اور اس کا مسمےٰ ہے عمل	جب مسمےٰ ہی نہ ہو اسم خوش انجام نہیں
ہمت و شکر و تحمل ہے کلید[5] اقبال	اُن سے کیا ہو جنھیں رونے کے سوا کام نہیں
وقتِ ادبار تو اچھے بھی بُرے بنتے ہیں	کیا یہی ضابطۂ گردشِ ایام نہیں
عرصۂ[6] جنگ میں جس فوج کے افسر ہی نہوں	بھاگ جائے بھی تو وہ مورد[7] الزام نہیں
مصری بنتی ہی نمک کانِ نمک میں سیفی	اچھے معدہ کو غذا موجبِ[8] اسقام[9] نہیں

ختم ہو جاتی ہے ہر ایک شبِ غم سیفی
صبح جس کی نہ ہو ایسی تو کوئی شام نہیں

[1] حاصل کرنا
[2] بے سروسامان
[3] بسکون فا وہ عبادت جو فرض نہیں ہے عبادت زائد
[4] الم کی جمع رنج و غم
[5] بکسر تین کنجی چابی
[6] میدان
[7] [illegible]
[8] [illegible]
[9] [illegible] جمع دکھ بیماری

ولہ

اپنی رفتار کو چھوڑو نہ کبھی زحمت میں ۔۔۔ جو کڑی بھول کے پڑتا ہے ہرن آفت میں

ولہ

ہوائیں موافق رہیں جس قدر بھی ۔۔۔ خردمند سر پر قضا دیکھتے ہیں

وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں **سیفی**
بُرائی کا بدلہ بُرا دیکھتے ہیں

ولہ

جس سے ہو تردیدِ انعامِ خدا ۔۔۔ اِس قدر بھی انکسار اچھا نہیں

ولہ

صاف کہتا ہوں کہ آجائے سمجھ میں سب کی ۔۔۔ مرے اشعار میں تعقید کے اسقام کہاں
عکس آئینہ میں ہر شئے کا نظر آتا ہے ۔۔۔ وسوسے واقعی تجھ میں دلِ بدنام کہاں

جاہلوں ہی کیلئے عیش و خوشی ہے **سیفی**
قید خانے میں خردمند کو آرام کہاں

ولہ

دل کہیں دھیان کہیں اور کہیں پڑھتے ہیں ۔۔۔ کبھی بدشوق رعایت سے نہیں پڑھتے ہیں
جہلِ دیرینہ زباں سخت تمنائیں جواں ۔۔۔ بوڑھے طوطے بھی پڑھانے سے کہیں پڑھتے ہیں
دلِ ناداں کو جہنم کی بھی دھمکی ہے ضرور ۔۔۔ خوف جب تک نہ ہو بچوں کو نہیں پڑھتے ہیں
مطلبِ خط جبیں اِس سے سمجھ جاؤ کہ ہم ۔۔۔ چشمِ پُرآب ہیں یا روئے حزیں پڑھتے ہیں
جنکے دیوانے اب و عم بھی ہوں اُستاد بھی ہوں ۔۔۔ شوق و محنت سے کہیں ایسے حسیں پڑھتے ہیں

جہل جب تک رہا منت کشِ تدبیر رہے
اب سمجھ آگئی ہے نقشِ جبیں پڑھتے ہیں

کند ذہنوں کے معلم ہیں کریں کیا **سیفی**
جب وہ تھک جاتے ہیں پڑھ کر تو ہمیں پڑھتے ہیں

ولہ

اپنی قیمت ہی کہاں پاتی ہیں اچھی چیزیں
جب بُری چیز میں مل جاتی ہیں اچھی چیزیں

ولہ

نسیان[1] ہی نہ ہو تو پھر انسان کچھ نہیں
غم یاد ہوں تو عیش کے سامان کچھ نہیں

اِک دردِ سر نے جان سے بیزار کر دیا
صحت[2] نہ ہو تو عیش کے سامان کچھ نہیں

اپنا ہی چہرہ اپنے تصور سے دور ہے
مغرور اِس پہ ہو تو یہ انسان کچھ نہیں

دل کی مخالفت[3] نہیں کرتی کبھی زباں
دربار مہرباں ہو تو دربان کچھ نہیں

غمگین کیوں ہو کہتے ہیں دشمن اِسیطرح
سچے اگر ہیں آپ تو بہتان کچھ نہیں

سیفی جب اختیار[4] میں ہوش و حواس ہیں
یہ کینہ و عداوتِ شیطان کچھ نہیں

ولہ

بہادر دشمنِ عاجز کو کب برباد کرتے ہیں
جو دل والے ہیں وہ شاہوں کو بھی آزاد کرتے ہیں

ولہ

وقت پر کوئی نظر آتا نہیں
کھانے پینے کو سبھی احباب ہیں

ولہ

اپنے ہر کام کے انجام کو وہ جانتے ہیں
بے وقوفوں کی خردمند کہاں مانتے ہیں

[1] بھول چوک۔
[2] بہ تشدید حا۔
[3] دشمنی
[4] اختیار میں ہونا بمعنی قابو میں ہونا۔

جن کو اپنے ہی عزیزوں کی نہیں ہی پروا
وہ کہاں اور کسی شخص کو پہچانتے ہیں

واقعی اسم وفا کا ہے مسمےٰ عنقا
خاک اس کوچے کی برسوں ہی سی ہم چھانتے ہیں

اپنے آقا سے جدا ہوتے ہیں مرکر کتے
جو روش اہلِ وفا کی ہے وہ ہم جانتے ہیں

اپنی منزل کو پہنچتے ہیں سبکروح وہی
حکم خالق پہ فدا ہونے کی جو ٹھانتے ہیں

کیوں بخیلوں سے بڑھاتے ہو روابط سیفی
وہ مروت کے فرائض ہی نہیں جانتے ہیں

کام کم ظرف سے لو کان پکڑ کر سیفی
چادر خرد کو کج کر کے سبھی تانتے ہیں

ولہ

سب سمجھتے ہیں ہمیں کچھ اور ہم کچھ بھی نہیں
کتنے غم کی بات ہی یہ اور غم کچھ بھی نہیں

ولہ

اپنا استعمال ہے نقصاں رساں
فائدہ سے کوئی شئے خالی نہیں

ولہ

کیوں نہ ایسے احمقوں کی عقل پر مذہب ہنسے
خواب میں پٹتے ہیں لیکن قائلِ دوزخ نہیں

ولہ

ڈھونڈتے ہیں۔ ایک بھی ملتا نہیں
یوں تو کہنے کو سبھی انسان ہیں

ولہ

کہیں سرسبز مرہونِ نمود و نام ہوتے ہیں
کہ جو خود کام ہوتے ہیں وہی ناکام ہوتے ہیں

جفاکش محنتی مستوجبِ انعام ہوتے ہیں
سمجھ والے کہیں شرمندہ آرام ہوتے ہیں

ہمیشہ پیش قدمی کیجئے صاحب سلامت میں
یہی وہ راز ہی سرکش بھی جس سی رام ہوتے ہیں

---

۱ ہلکے پھلکے۔ سلامتی کے ساتھ۔
۲ رابطہ کی جمع۔
۳ فریضہ۔ تعلقات۔
۴ فریضہ کی جمع۔ لازمی کام
۵ بفتح واو۔ ضد
س چھوٹا۔
۶ کام میں لانا۔
۷ ماننے والا۔
۸ سرسبز ہونا۔ تروتازہ ہونا۔ کامیاب ہونا۔
۸ بفتح نون۔ نمائش۔ دکھاوا۔
۹ خودکام۔ خود غرض۔
۱۰ محروم
۱۱ لائق۔ سزاوار
۱۲ رام ہونا۔ قابو میں آنا۔ ۱۲-۱۹۸۱

وہ کیا سرسبز ہو جس کی طبیعت میں تلوّن ہو ۔۔۔ کہ اِستقلال سے دنیا کے سارے کام ہوتے ہیں
دلی جذبات کی تصویر ہیں یا ایک آئینہ ۔۔۔ مرے اشعار کب منت کشِ ایہام ہوتے ہیں
نہیں ہو اسکی کوئی بات غیروں سے چھپانیکی ۔۔۔ خرد مند اسلئے دلدادۂ اِسلام ہوتے ہیں

کسی ذلت کا کیا احساس **سیفی** بے حیاؤں کو
کمینوں کے ارادے مرغِ بے ہنگام ہوتے ہیں

ولہ

کیوں وسوسوں نے تم کو پریشان کر دیا ۔۔۔ جو بات اپنے بس کی نہیں وہ بری نہیں

ولہ

از سینہ روئی برآمد سوئے نابینا کمن ۔۔۔ وائے بر ایں چشم بینائی سویدا از لئے من

ولہ

یہی جھگڑے رہینگے رات اور دن ۔۔۔ فلک کے زیرِ سایہ جب تلک ہیں
شکایت ظالمونکی آسماں سے ۔۔۔ یہ تلمیذِ دبستانِ فلک ہیں

ولہ

عدو ہی سے حسد مختص نہیں ہو ۔۔۔ ہزاروں اس مرض میں مبتلا ہیں
کوئی ساتھی نہیں ہو مفلسی کا ۔۔۔ فقط پیسہ کے سارے آشنا ہیں

ولہ

خدا کا شکر ہو یکتا ہوں میں اپنے تدیّن میں ۔۔۔ کہ شک آیا کبھی مجکو نہ میرے اس تیقّن میں

ولہ

تم کو بے غیرت سمجھ لے گا کوئی ۔۔۔ ایسی بے موقع ہنسی اچھی نہیں

۱ مخصوص۔ ۲ دیندار ہونا۔ دیانتدار ہونا۔ ۳ بھروسہ۔ اعتبار۔

بیکسی کے ساتھ جب مفلس بھی ہوں ۔ دشمنوں سے دلگی اچھی نہیں

چاہیئے **سیفی** شرافت بھی مگر

سچ تو یہ ہے بے زری اچھی نہیں

ولہ

نہیں ہے وقت کی جب قدر کوئی ۔ عبث شیدائے عمر بے وفا ہیں

ولہ

اگر ارمانِ سربلندی ہے ۔ خاکساری غبار سے سیکھو

ولہ

سخت کے ساتھ سخت ہو جاؤ ۔ دانت ہی توڑتے ہیں ہڈی کو

حکمتِ بلٹ کی اگر تمنا ہے ۔ چھوڑ دیجے فضول گوئی کو

خرمنِ عیش کے لئے **سیفی**

برق سمجھو فضول خرچی کو

ولہ

کیجئے شکر کہ سمجھا ہی تمہیں اُس نے سخی ۔ کیوں جھڑکتے ہو حماقت سے کسی سائل کو

ولہ

دیکھوں نظر اُٹھا کے جدھر تیرا نور ہو ۔ اتنا تو کم سے کم مرے ساقی سُرور ہو

ہم آنکھ اور دل بھی تو کہتے نہیں اُسے ۔ جس آنکھ اور دل میں نہ تیرا ظہور ہو

جس شاخ پر ہیں پھل اُسے جھکنا ضرور ہے ۔ وہ عقلمند ہی نہیں جس کو غرور ہو

سیفی وہ بادہ نوشی سراسر فضول ہے

۱۔ بردباری۔ خودداری۔ متانت
وبدبہ۔ ...
بھیلی سی۔ ...
۔۔ غلہ کا ڈھیر
۳۔ ہلکی نشہ۔ خوشی
۴۔ جاوہ۔ ...
نکما۔ بیکار۔ زائد
۵۔

ہوش و حواس و عقل میں جس سے فتور[1] ہو

ولہ

دیکھو کہ بے وفائی کا کس پر اثر ہوا
پورا نہ کر کے عہد پشیماں تمہیں تو ہو

ولہ

فخر سمجھا درِ دلدار پہ مر جانے کو
کیسے دانائی یہ سوجھی ترے دیوانے کو

ناز برداروں پہ سب ناز ہوا کرتے ہیں
کون تکلیف دیا کرتے ہیں بیگانے کو

کیوں وسیلہ[2] کی ضرورت ہو تری چاہت میں
کیا سکھاتا ہی محبت کوئی پروانے کو

میں تو جنت میں بھی جانے کا کبھی نام نہ لوں
جب تک آئیں گی نہ حوریں مرے لے جانے کو

اُس کے وعدوں سے ہو کیا خاک تسلی سیفیؔ
دیر لگتی ہی نہیں جس کے مکر جانے کو

ولہ

شیطاں بنو اور نہ فرشتہ سیفیؔ
اِنساں ہی جب ہیں تو پھر اِنساں رہو

ولہ

اِسی میں خیر ہے گر دل کے بدلے جیب میں زر ہو
ضرورت ہے کہ پانی ہو مگر کشتی کے باہر ہو

بہت بے فائدہ ہوتی ہیں باتیں پیٹھ پیچھے کی
مزہ ملتا ہی جب جس کا گلہ[3] ہو اُس کے منھ پر ہو

عدو کے سامنے اِک بات بھی کرتے جھجکتا ہوں
فقط اتنا مجھے ڈر ہے کہیں پر کا کبوتر ہو

ولہ

خضر کی عمر کی تمنا ہے
رشکِ لقمان و بو علی بن جاؤ

ولہ

۱ بگاڑ۔ خرابی۔ فساد۔ سستی۔
۲ ذریعہ۔ واسطہ۔
۳ اسم فارسی بمعنی شکوہ۔ ۱۲
۴

بہت آسان ہے جنت میں پہنچنا **سیفی**		رہزنِ عقل اگر کج[1] روی نفس نہ ہو
	ولہ	
مستحق سائل بدکار نہیں ہے لیکن		مصرف[2] خیر بھی لاکھوں ہیں اگر ہمت ہو
	ولہ	
دیکھتے کیوں ہو آسمانوں کو		انقلاب اپنے نفس[3] کا دیکھو
	ولہ	
رات دن رنج و غم میں رہ رہ کر		ہم نے بے کار کر دیا خود کو
	ولہ	
جب حقیقت میں بُری شئے ہے فلاکت[4] **سیفی**		پھر امیروں کو فقیروں سے محبت کیوں ہو
	ولہ	
ایسی ہی الفت بڑوں سے کیوں نہ ہو بے حیائی کی نشانی ہے ہنسی		تم ادب کو ہاتھ سے جانے نہ دو تم ظرافت[5] سے ذرا بچتے رہو
	ولہ	
اگر آئندہ زمانہ بھی ہے ایسا ہی فضول		کس تمنا پہ مرے دوست جیا کرتے ہو
	فکرِ دنیا میں تو ہر دم ہو پریشاں **سیفی** عاقبت کی بھی کبھی فکر کیا کرتے ہو	
	ولہ	
سیر[6] ہوتی ہی نہیں ہے ہوسِ نابینا		دیدۂ حرص تو بینا ہے یہ کیوں قانع[7] ہو
	ولہ	

۱ بفتح ماضد راستی۔ ۲ بفتح میم و را۔ خرچ کرنے کی جگہ۔ ۳ وہی انفسکم۔ انقلاب تصرف۔ ۴ فلاکت زدگی۔ مفلسی ۵ مصدر جعلی ہے۔ ہنسی ٹھٹھا۔ دل لگی۔ ۶ سیر ہونا۔ دل بھرنا۔ تسلی پانا۔ ۷ جو کچھ مل جائے اس پر صبر کرنے والا۔ ۱۲ سیفی

ولہ

نرمیوں سے سخت ہوگا دشمنِ کمزور بھی ۔۔۔ پھیل کر بہتا ہے پانی جب زمین ہموار ہو

ولہ

بات بن جاتی ہے لیکن دے کے جُل[۱] تدبیر کو ۔۔۔ ہم سے ہی کیوں سوجھتی ہے دل لگی تقدیر کو
محنتوں کے تجربے اُمید افزا ہیں مگر ! ۔۔۔ صبر آتا ہی نہیں میرے دلِ دلگیر کو
زخمیوں کو یوں تڑپتے چھوڑنا اچھا نہیں ۔۔۔ ذبح کر کے باندھ لو فتراک[۲] میں نخچیر[۳] کو
وہ مبارک لوگ جن پر عقل کو بھی ناز ہے ۔۔۔ کب روا رکھتے ہیں کارِ خیر میں تاخیر[۴] کو
فی الحقیقت ہے اثر تاثیر اِک مہمل[۵] سی بات ۔۔۔ کون یہ سمجھائے میرے نالۂ شبگیر کو

ناتواں دل کی امیدوں پر نہ پانی پھیرئے
توڑنا اچھا نہیں **سیفی** عصائے پیر کو

ولہ

اپنی ہر بات کو گنجینۂ[۷] گوہر سمجھو ۔۔۔ اپنے ہر دم کو مسیحا کے برابر سمجھو
مالداری کی تمنا ہے اگر دلِ آزار ۔۔۔ کوئی اپنا سا نہ دنیا میں تونگر سمجھو
پادشاہی کی حکومت کی اگر ہے خواہش ۔۔۔ اپنے قبضے[۸] سے کسی شئے کو نہ باہر سمجھو
دل میں ارمانِ شہنشاہی عالم ہے اگر ۔۔۔ خود کو مامون و جہانگیر و سکندر سمجھو
بادہ پیمائی کا آجائے اگر دل میں خیال ۔۔۔ مہ و خورشید کو پیمانہ و ساغر سمجھو
فرش و فیل[۹] کو دروازہ پہ حاضر مانو ! ۔۔۔ ان کی رفتار کو غیرتِ دہِ صرصر[۱۰] سمجھو
حور و غلماں کو غلاموں سے بھی کمتر دیکھو ۔۔۔ قصرِ شاہی کو گھروندے[۱۱] کے برابر سمجھو
عیش و عشرت کی ہر اک چیز مہیّا[۱۲] جانو ! ۔۔۔ ساری امیدوں کے ساماں میسر سمجھو

[۱] جل دینا۔ دھوکا دینا [۲] شکار بند۔ شکار باندھنے کا تسمہ [۳] شکار۔ جنگلی جانور [۴] دیر۔ ڈھیل [۵] بفتح میم دوم نکمہ۔ بیکار چھوڑ دیا ہوا [۶] منسوب بر گنج یخزادہ وغیرہ [۷] خزانہ [۸] ... حروف ... کے پہلے آنے کی وجہ ہے ... بدل سکتی ہے ... قابو [۹] تصرف [۱۰] ہاتھی ... تیز ہوا [۱۱] بچوں کا بنایا ہوا مٹی کا گھر [۱۲] تیار۔ موجود

جب کسی بات کی فی الحال تمنا نہ رہے	فعلِ ماضی کو مضارع کے برابر سمجھو
اور سلاطینِ گزشتہ کی طرح جیتے جی	خود کو اک لحظہ کسی قبر کے اندر سمجھو

یہ سمجھنے ہی کی باتیں ہیں جو سیفی نے کہیں
ہو سمجھنا ہی نہ منظور تو کیونکر سمجھو

ولہ

وہ چمن کیا ایک ویرانہ ہے جس میں تو نہ ہو	کیا کریں اُس گل کو لیکر جس میں تیری بو نہ ہو
یا الٰہی درد ایسا دے کہ تیری یاد میں	ایک لحظہ کے لئے راحت کسی پہلو نہ ہو

ردیف ہائے ہوز

بڑھاؤ نہ اُس شئے کی قیمت زیادہ	نہ ہو جس کی تم کو ضرورت زیادہ
یہ وہ بات ہے جو نہ آئے گی جا کر	شریفو! خیالِ شرافت زیادہ
نکلتا ہے جو کام رحم و کرم سے	کریں اُس میں سختی نہ حضرت زیادہ
نہ لو ذمہ داری کے کاموں کا ذمہ	طبیعت میں جب ہو مروت زیادہ
نہ جاؤ وہاں جب حیا روکتی ہو	جہاں فائدہ کم ہو سنت زیادہ
تمہارا ہی آخر میں دل سخت ہوگا	کسی سے نہ رکھنا کدورت زیادہ
ہر اک لحظۂ زندگی بے بہا ہے	نہ ہوگا یہ کم ہو کے حضرت زیادہ
نمائش کی چیزیں نہیں کام آتیں	ضرورت سے لیجے نہ حضرت زیادہ
لیاقت بڑھے گی جو تعلیم دو گے	کہ ورزش سے ہوتی ہے قوت زیادہ
نہ لو اُس کو جس کی ضرورت نہیں ہے	اگرچہ وہ رکھتی ہو لذت زیادہ

(حاشیہ: ۲ دو مصرعے جس میں حال و استقبال دونوں زمانے پائے جائیں)

گدایانہ صورت بناؤ نہ ہرگز	اگر آپ رکھتے ہیں دولت زیادہ

نصیحت سے جن کو عداوت ہے سیفیؔ
وہی دیکھتے ہیں مصیبت زیادہ

ولہ

قلب کج اخلاق میدارد چو صدر آئینہ	نورِ شمع آئینہ باشد بقدرِ آئینہ

ولہ

کیوں سود مند صحبتِ اہل ہنر نہ ہو	شکر کے بھاؤ بکتے ہیں کنکر شکر کے ساتھ
جنت ہو مختصر تو بسر ہو گی کس طرح	لاکھوں برس قیام ہے اور ہاں ور کے
پہلی سی اب زمانہ کی رفتار ہی نہیں	کیا کیا سلوک ہوتے تھے اہلِ ہنر کے ساتھ

سیفیؔ سیاحتوں کے مزے مفلسوں کو کیا
دنیائے دوں کے لطف اگر ہیں تو زر کے ساتھ

ولہ

پیروی اچھوں کی اچھا کیوں نہ کردیگی تمہیں	آسماں پر سوئی بھی ہے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ

ولہ

نہ پوچھو سود خواری کے نتیجے!	یہاں ہیں ہاتھ کاٹے اور وہاں منھ

ولہ

ہر ایک سے کہو گے اگر اپنی بے زری	ہو جاؤ گے ذلیل بھی تم مفلسی کے ساتھ

ردیفِ یائے تحتانی

۱۔ ایزد کے طور پر طول طویل سفر کرنا۔ ۲۔ ہلکا۔ کمینہ ۳۔ ایک سوئی کے دامن میں رہنے کی وجہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان سے اوپر نہ جا سکے سینکڑہ یہ اسباب دنیا سے ہے روپے شمار کرنے میں زیادہ ہوں تو ہاتھوں پر چھالے چڑھ جاتا ہے۔

ہم سلامت ہیں تو اپنا گھر بھی ہے — زر بھی ہے زرگر بھی ہے زیور بھی ہے
ابرِ نیساں آئے اور برسے تو پھر — گُل بھی ہے گلشن بھی ہے گوہر بھی ہے
دید کی قوت ہو جب تک آنکھ میں — مہر بھی ہے مہ بھی ہے اختر بھی ہے
بخت جب تک برسرِ اقبال ہو — تخت بھی ہے تاج بھی ہے سر بھی ہے
ساقیٔ مہوش اگر ہو مہرباں — مئے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے
موت کی آنکھوں سے جب تک دور رہیں — حلقۂ آہن بھی ہے مغفر بھی ہے
وقت پر قائم رہے ہمت اگر — لٹ بھی ہے پتھر بھی ہے خنجر بھی ہے
عقل جب تک پاسباں ہے جان کی — خوف بھی ہے ترس بھی ہے ڈر بھی ہے
قوتِ پرواز کچھ بھی ہے تو پھر — پر بھی ہے بازو بھی ہے شہپر بھی ہے
شوق اگر ہے منزلِ مقصود کا — رہ بھی ہے رہرو بھی ہے رہبر بھی ہے

تا بدورِ سیفیٔ شیریں سخن
نظمِ دلکش بھی ہے نظمِ تر بھی ہے

غریبوں کی دعوت میں راحت تو ہے — تکلف نہیں ہے محبت تو ہے
نہ ہو کچھ بلا سے عطوفت تو ہے — فقیروں سے ملنے میں راحت تو ہے
ترش بدمزہ تلخ ہی کیوں نہ ہو — مگر ہر دوا ایک نعمت تو ہے
نتیجہ خلافِ توقع سہی — ہر اِک آرزو میں مسرت تو ہے
ہے سب کچھ مگر استفادہ کہاں — ضعیفی کی دولت میں حسرت تو ہے
رہِ راست میں کوئی چکر سہی — دِلوں کو تسلی و راحت تو ہے
نصیحت کی تکرار کیوں رنج دے — کہ اِس میں تقاضائے شفقت تو ہے

عدوے خدا ترس کا خوف کیا
یہی بارِ دنداں شکستہ سہی
خوشامد بُری چیز ہوگی مگر

محبت نہیں ہے صداقت تو ہے
ڈر و اِس سے ڈرنے کی صورت تو ہے
زمانے کو اس کی ضرورت تو ہے

غریبوں سے جھگڑو نہ سیفی کبھی
نہیں ہے زر و مال ہمت تو ہے

دو عالم کو رُخ محبوب سمجھے
مسرت تک رسائی اُسکی ہوگی
کسی مرشد کا وہ کیا ہو رہیگا
غلامی کیوں نہ اُسکو شاد رکھے
وہ غالب کسطرح ہوگا عدو پر
کسی دشمن کا اسکو خوف ہی کیا

تامل ہی سے لیکن خوب سمجھے
جو غم کو تابع مطلوب سمجھے
جو خود کو ہمسر یعقوب سمجھے
تجارت ہی کو جو معیوب سمجھے
جو خود کو پہلے ہی مغلوب سمجھے
جو اپنی موت کو محبوب سمجھے

وہ دانا ہے کہ ہے نادان سیفی
جو ہر مجنون کو مجذوب سمجھے

ولہ

ٹھنڈے سایہ ہی میں کچھ آم تو کھا کر سوتے
ایک گٹھلی کے اگر آج مربی ہوتے

ولہ

نوشتہ ہے اگر تقدیر کا تحریر پتھر کی
جسے تیشے کے ہاتھوں چھوٹنا اپنا ہی مشکل ہے
کبھی جو بات دل میں سنگدل کے کب نکلتی ہے

کسی سے ہو نہیں سکتی ہے پھر تدبیر پتھر کی
خدا سے کیا ملا سکتی ہے وہ تصویر پتھر کی
مٹانے سے کہیں مٹتی بھی ہے تحریر پتھر کی

مغرور ہے وہی سیفی جسے اللہ عزت دے
خدائی کر رہا ہے دیکھنا تقدیر پتھر کی

ولہ

دل چاہیئے حاتم کا سخاوت کے لئے بھی
ہمت کی ضرورت ہے حکومت کے لئے بھی

یہ عالمِ اسباب ہے اُٹھ عقل کے اندھے
آنکھوں کی ضرورت ہے بصارت کیلئے بھی

آسان نہیں جان کا سوجان سے دینا
فرہاد ہی موزوں ہے محبت کے لئے بھی

کیوں حاتم و قارون کے قصے ہیں زباں زد
کچھ عیب و ہنر چاہیئے شہرت کے لئے بھی

ہر جائے نماز اپنی ادا کیجئے لیکن
قبلہ کی ضرورت ہے عبادت کیلئے بھی

بے شرم کو صدقہ پہ گزر ہو بھی تو کیا غم
غیرت کی ضرورت ہے ندامت کیلئے بھی

بیکار ہے غمگیں سے ہنسنے کی توقع
اک وقت معین ہے ظرافت کیلئے بھی

آتی ہی نہیں شدتِ فاقہ میں کبھی نیند
کچھ پیٹ میں دم چاہیئے غفلت کیلئے بھی

غمزوں سے نشتر کے کہیں مسرور ہے کوئی
صورت کی ضرورت ہے نزاکت کیلئے بھی

آسان نہیں یادِ خدا تیغ کی زد میں
دل چاہیئے پتھر کا شجاعت کے لئے بھی

گل ہیں تو مغرور بھی ہے سیفی شجرِ گل
اخلاق کی حاجت ہے شرافت کے لئے بھی

ولہ

کیا عالمِ شباب کی ہمت نہیں رہی
وہ بل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

کیوں دل پھرے کسی کا کسی اہلِ خُلق سے
سیرت تو یہ رہے گی جو صورت نہیں رہی

وہ بھی تھا اک زمانہ کہ باہم تھے ایک جاں
اب تو کسی میں نام کو الفت نہیں رہی

کیا دوستی نہ ہو تو عداوت ضرور ہے　　کیوں اُس سے بیر جس سے محبت نہیں رہی

پیری میں کس گھمنڈ پہ سیفی لگائیں دِل
نازاں تھے جس پہ ہم وہ طبیعت نہیں رہی

ولہ

نیند آنیکے عوض آنکھوں میں آنسو آئیں　　سونے والے نہ سنیں رام کہانی میری

شعر فہمی کی جنھیں فکر نہیں ہے سیفی
اُن پہ کیا خاک کھُلیگی ہمہ دانی میری

ولہ

ہوا کرتی رہے بارش عطا کی　　نہیں اُمید سفلوں سے وفا کی

ولہ

بزمِ دنیا میں نہ کم عیش کے ساماں ہونگے　　ہم ہی اِک روز کسی قبر کے مہماں ہونگے

ولہ

مستند غیر کی تعریف نہیں ہے سیفی　　وصفِ ذاتی سے جو بکتا ہے وہ مال اچھا ہے
چار احباب بہم ایک جگہ ہوں جس دم　　وہ زمانہ وہ گھڑی اور وہ سال اچھا ہے
چور کب چین سے رہتے ہیں چُرا کر دولت　　مال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے
قدرِ انسان کی اخلاق سے ہی زر سے نہیں　　مے جو اچھی ہو تو پھر جامِ سفال اچھا ہے
حرص کی خانہ خرابی نہیں دیکھی اے دل　　کام اچھا ہے وہی جس کا کمال اچھا ہے

کب مقدر کے مخالف ہے دوا کی تاثیر
سب کے سمجھانے کو سیفی یہ خیال اچھا ہے

ولہ

اس دور میں خواہانِ شرافت نہیں کوئی — بس عزت و توقیر ہے انسان کی زر سے
نادان کو ہمراہی دانا سے نہیں فیض — گھسنے کے سوا رشتہ کو کیا نفع گہر سے
کیوں نام سے پیری کے نہ گھبرائے تونگر — عاشق ہی تو ڈرتے ہیں شبِ وصل سحر سے
جب بادۂ توحید کے سرمست ہیں سیفی
کیوں بے خبری ہم کو نہ ہو اپنی خبر سے

ولہ

کون پیری کی مصیبت کو اُٹھائے اے دل — سفر اچھا ہے وہی ہو جو سحر سے پہلے
امتحاں اہلِ وفا کا ہے کوئی کھیل نہیں — پوچھ لینے دو مجھے اپنے جگر سے پہلے
بیٹھا ہوں پا بہ رکاب اور حواسِ خمسہ — ہو گئے مجھ سے الگ میرے سفر سے پہلے
اب وہ کترا کے نکل جاتے ہیں اللہ اللہ — دیکھتے تھے جو عنایت کی نظر سے پہلے
جیتے جی اُس پہ جو مرتے ہیں وہی اے سیفی — اپنی منزل کو پہنچتے ہیں سفر سے پہلے
عقلمندوں کا یہ ارشاد بجا ہے سیفی
مارنا چاہیئے موذی کو ضرر سے پہلے

ولہ

بچھو کو مارنا ہی قرینِ صواب ہے — قابو میں ہو تو اپنے عدو کو نہ چھوڑیئے

ولہ

اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے جو لوگ — اُن کے بچے بھی تو عزت نہیں کرتے اُنکی

ولہ

جسکی اللہ کی بخشش پہ نظر رہتی ہے ۔۔۔ وہ بھی محتاج و پریشان کہیں ہوتا ہے

ولہ

نہیں کام آتی محبت کسی کی ۔۔۔ نہ آئے کسی پر طبیعت کسی کی
کوئی کیا کرے گردشِ آسماں کو ۔۔۔ ہمیں کب گوارا ہو ذلت کسی کی
بُری بدلا ہے محبت خدایا ۔۔۔ نہ آئے کسی پر طبیعت کسی کی

یہ کہتے نہ تھے تم سے پہلے ہی **سیفیؔ**
نہیں کام آتی محبت کسی کی

ولہ

وہی سچا شریف ہے سیفیؔ ۔۔۔ اصل اپنی جو یاد رکھتا ہے

ولہ

ناک بیٹھی ہو تو اس کا کیا علاج ۔۔۔ لیکن اُس کو پاک رکھنا چاہیئے

ولہ

مذاق حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہیں ۔۔۔ ہنسی ہنسی میں ہنسی چار ہیں نہ ہو جائے

ولہ

بُرا کہتے ہیں اچھے کو بھی سیفیؔ ۔۔۔ خدا پالا نہ ڈالے احمقوں سے

ولہ

چاند کیا یوں ہی نہیں حسن میں اپنے یکتا ۔۔۔ نہ سہی حسنِ خداداد کو زیور نہ سہی

فائدہ کیا مری غیبت سے کسی کو **سیفیؔ**
نہ سہی مجھ میں کوئی خوبی و جوہر نہ سہی

[illegible] ذلت ہونا [illegible] بدگوئی ۔ عیب جوئی

کہوگے جیسی تم ویسی سنوگے — کہ ہر انسان کے منھ میں زباں ہے
ارے ناداں کم کہہ سُن زیادہ — ترے دو کان ہیں اور اک زباں ہے

ولہ

جب لطف و مروت سے سب کام نکلتے ہیں — پھر خواہ مخواہ اتنی بیدادگری کیوں ہے

ولہ

نیک و بد کی اگر ہے تم کو سمجھ — سب کی سُن لو مگر کرو اپنی

ولہ

سعیٔ کامل کے نتیجے کو نہ سیفیؔ پوچھئے — دل سے آتی ہیں صدائیں خود مبارکباد کی

ولہ

جب تمھیں زیست کی امید نہیں ہے کوئی — آج کی بات کو کیوں کل پہ اُٹھا رکھا ہے
آسرا آہ کا یوں اے دلِ ناداں کب تک — اپنی ہمت کو کدھر تو نے اُٹھا رکھا ہے
اِسی ویرانہ میں مدفون ہے دولت ساری — یہ نہ سمجھو کہ دلِ زار میں کیا رکھا ہے

ولہ

نصیحت غافلوں کو اے فلک تو نے یہ کیا کم کی — جہاں محفل تھی شادی کی وہیں محفل ہے ماتم کی
مصیبت میں مصیبت اُن کی ہے جو یہ سمجھتے تھے — کہ دیکھینگے نہ ساری عمر ہم صورت کبھی غم کی

ولہ

بنھیگی اپنی اب ہرگز نہ چرخِ فتنہ ساماں سے — کہ فرحت سے طبیعت تنگ ہے اور درد درماں سے
کچھ ایسا تجربہ خود غرضیٔ دوراں نے سکھلایا — کہ جورِ دشمناں بہتر ہے الطافِ عزیزاں سے
ہمیں آباد ہو کر ہونگے اِک دن زینتِ عالم — یہ پُر حسرت صدا آتی ہے ہر اک باغِ ویراں سے

جب آیا غصہ حرماں تبھی عقل یہ بولی ۔ پڑھو لا تقنطوا یہ جہل ہے مخصوص شیطان سے
سنبھالو حضرتِ دل آپ کو یہ کیا حماقت ہے ۔ کہیں لڑتے ہیں عاقل جاہلانِ فتنہ ساماں سے
نتائج نیک کاموں کے کبھی بد ہو نہیں سکتے ۔ یہ ثابت ہو گیا چاکِ قمیصِ ماہِ کنعاں سے

انہی حیران و سرگرداں بگولوں کے سوا **سیفی**
لپٹ کر رونے والا کون ہے گورِ غریباں سے

ولہ

شکر رنجی یہ ہوا انجام جس کا ۔ مزہ ایسی ہنسی کا کچھ نہیں ہے
نہ ہو معبود کا جب دل میں جلوہ ۔ نتیجہ بندگی کا کچھ نہیں ہے
طبیعت ہو اگر راضی رضا پر ۔ تو شکوہ بے زری کا کچھ نہیں ہے

جو کچھ کرنا ہو کر لو جلد **سیفی**
بھروسا زندگی کا کچھ نہیں ہے

ولہ

کیا نہیں ہے موت خائن کے لئے ۔ یہ طمع آخر ہے کس دن کے لئے
اپنے دشمن کا بھی وہ دشمن نہ ہو ۔ چاہیئے یہ پاک باطن کے لئے
دیکھنا اس آسمان کی گردشیں ۔ کن کی دولت اور ہے کن کے لئے
کیوں نہ وہ دہڑہ بڑھائیں مال و جاہ میں ۔ خود فروشی سہل ہے جن کے لئے
پھر وہی کالی بھیانک رات ہے ۔ چاندنی ہے چار ہی دن کے لئے
ناپسندیدہ ہے بوڑھوں کا چہل ۔ شوخیاں موزوں ہیں کم سن کے لئے
موت جب ہر لحظہ ہوتی ہے قریب ۔ یہ دغا بازی ہے کس دن کے لئے

۱ ناامیدی۔ محرومی ۲ لڑتے ۳ جاہل کی جمع ۴ نتیجہ کی جمع ۵ کنایہ از یوسف علیہ السلام ۶ فنا ہونے والی ۷ شکایت

کیوں کوئی بے دین دوزخ سے ڈرے
سِرِ قسمت سے وہی واقف ہیں کچھ

خوف پرسش کا ہے مومن کے لئے
آرزو بے کار ہے جن کے لئے

ہم سے اب بیزار ہیں سیفیؔ وہی
ہو گئے قلاّش ہم جن کے لئے

ولہ

وہم ہوتا مجھے کوئی نہ تھیں کوئی خیال
چاہنے والے کہاں ہیں ترے اے حُبِّ وطن

کچھ بھی آپس میں اگر سچی محبت ہوتی
ورنہ عزت سے مری تجکو بھی عزت ہوتی

ولہ

خوشی کیوں نہ ہو جسم کی خستگی سے
کہ وصلِ پری رو میں حائل یہی ہے

ولہ

سنبھل کر صرف کر اے مسرفِ ناداں دولت کو
یہ ہاتھوں ہاتھ جاتی ہو مگر مشکل سے آتی ہے

کٹھن وقتوں میں ہمت کیوں نہ ہاریں لالچی سیفیؔ
اندھیرا ہو تو مکھی شہد سے بھی دل چُراتی ہے

ولہ

گر کٹے ہنسکی میں ساری زندگی
مفلسِ غیرت زدہ کو چھوڑئے
نام تک بھی لے نہ کوئی موت کا!
آتشِ دوزخ کا اُس کو خوف ہے
خوابِ غفلت! بچپنا! پیری! مرض

ایک نعمت ہے ہماری زندگی
سب ہی کو ہوتی ہے پیاری زندگی
جب نہ ہو بے اختیاری زندگی
عیش میں جس نے گزاری زندگی
کھائے جاتے ہیں ہماری زندگی

۱ سِر: راز۔ ۲ مفلس: غریب۔ ۳ حائل: آڑ۔ ۴ مسرف: فضول خرچ، دولت کو بے دریغ اڑانے والا

قدر ہی جن کو نہیں ہے وقت کی ۔۔۔ کیا اُنھیں بھی ہوگی پیاری زندگی
اُس کے مرنے کا کوئی کیوں غم کرے ۔۔۔ فتنہ زا ہو جس کی ساری زندگی

خوابِ شب سیفیؔ حریفِ موت ہے
ایک ہی دن کی ہے ساری زندگی

ولہ

وقت کی جس نے قدر کی سیفیؔ ۔۔۔ وقت بھی اُسکی قدر کرتا ہے

ولہ

سایۂ ابرِ رواں کا سب بھرم کھل جائیگا ۔۔۔ چلچلاتی دھوپ جب سر پر اچانک آئیگی

ولہ

کب آب مکدر کو پیتے ہیں مسرت سے ۔۔۔ کیا لطف محبت ہے جب دل میں غبار آئے

کیوں عہدِ جوانی کی کچھ قدر نہیں سیفیؔ
وہ باغ نہیں ہے یہ پھر جس میں بہار آئے

ولہ

وہ کیوں فرعونِ بے ساماں نہ ہو جائیگا اے سیفیؔ ۔۔۔ عزیزِ مصر جو نباش بن جائے مقدر سے

ولہ

میٹھی باتوں سے کام لو سیفیؔ ۔۔۔ کھٹے آموں کو کون لیتا ہے

ولہ

طلبِ رزق میں حیران ہو کیوں اے غافل ۔۔۔ دیکھ پنجرے میں پرندوں کو غذا ملتی ہے

ولہ

۱ وہ شے جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ خدا کی راہ میں دی ہوئی چیز۔ ۲ دو لڑنے والے باہم ایک دوسرے کے حریف کہلاتے ہیں۔ ہم پیشہ۔ دشمن۔ ہوشیار رہنا ۳ عزت توقیر۔ ۴ فرعون بے ساماں۔ تہی مایہ۔ مغرور۔ نوابِ بے فوج۔ مفلس۔ سرکش۔ ۵ مصر کے بادشاہوں کا لقب۔
۶ فرعون بادشاہ ہونے سے پہلے قبرستان کا ٹھیکہ دار بھی رہا ہے۔

نفعِ خلق اللہ میں ہم نے نہ کی بھولے سے دیر	شمع روشن کی طرح گو خود اندھیرے میں رہے
وله	
بقا کی آرزو ہے تو خودی کو چھوڑ دو **سیفی**	فنا جب تک نہ ہو دانہ کہاں سرسبز ہوتا ہے
وله	
کیوں یہ کہتے ہو کہ ہو جائیگا رسوا ر کوئی	تم تو اچھے ہو نہیں ہے اگر اچھا کوئی
وله	
شیر کا مکڑی کے جالے میں اُلجھنا کچھ نہیں	یہ تعجب ہے کہ عاقل دامِ دنیا میں پھنسے
وله	
موافق اپنی اپنی ہمتوں کے	گلہ تقدیر سے ہر ایک کو ہے
وله	
اپنی بدنامی سے **سیفی** ڈر رہے ہو جسقدر	اِسقدر اللہ سے ڈرتے تو بن جاتے ولی
وله	
خوشامد کو بیکار سمجھو نہ **سیفی**	بقدرِ ضرورت ضروری ہے یہ بھی
وله	
دنیا کی ہر اک چیز ہے دلکش۔ مگر ان میں	جنت کی ہے کوئی تو جہنم کی ہے کوئی
وله	
نعمتوں کی قدر اے **سیفی** نہ کرکے کیا کریں	وجہِ راحت جب اپنی کی آفت و تکلیف ہے
وله	
مرتشی تو کہے گا کچھ کھا کر	مُنہ میں کچھ ہو تو منہ بھی چلتا ہے

ولہ

عدوئے بے حقیقت[۱] کو نہ سمجھو بے حقیقت تم
ذرا سا بھی گنہ کافی[۲] ہے اُلجھانے کو محشر میں
عروج[۳] حضرتِ عیسیٰ میں حارج[۴] ایک سوزن ہے
عروجِ حضرتِ عیسیٰ میں حارج ایک سوزن ہے

رفیق[۵] بد نہ پہنچائے گا منزل کو کبھی سیفی
عروجِ حضرتِ عیسیٰ میں حارج ایک سوزن ہے

ولہ

کچھ ظرافت اور غذا ہی پر نہیں ہے منحصر[۶]
بات جو حد سے بڑھی وہ دشمنِ جاں ہو گئی

ولہ

اتنی محنت نہ اُٹھاؤ کہ پریشاں ہو جاؤ
دوڑنے والے ہی تھک جاتے ہیں سیفی جلدی

ولہ

پارسائی مری مشہور زمانہ ہے مگر!
مجکو لے ڈوبے گی یہ حسن پرستی میری

ولہ

یوں تو ہر ایک مصیبت ہے مصیبت لیکن
عیش کے بعد کی تکلیف بلا ہوتی ہے
لالچی جھوٹ بھی کہنے کو سمجھتے ہیں ہنر
باعثِ نفع اگر کوئی دغا ہوتی ہے
شرم و غیرت ہے تو جلدی سے معافی چاہو
عذر سے اور بھی سنگین خطا ہوتی ہے

ولہ

بہت روئیں گے چلائیں گے اپنی غفلتوں پر ہم
گئے دن کیطرح جب اِس جوانی کو بتائیں گے

ولہ

اگر حاصل کریں عبرت[۹] کی آنکھیں
سبق آموز[۱۰] ہر ایک چیز ہوگی

۱ ادنےٰ بے حیثیت۔ بے بنیاد۔ ۲ نزول کا ضد۔ بلندی۔ ۳ روکنے والا۔ مزاحم ۴ کفایت کرنیوالا۔ بس۔ ۵ ہمراہ۔ ساتھی۔ ۶ بکسر صاد موقوف ۷ فوراً جھٹ پٹ۔ ۸ سخت۔ ۹ نصیحت حاصل کرنا۔ ۱۰ سبق سکھلانیوالی۔

ولہ

اِس دور میں پروا ہے کسے عیب و ہنر کی
تقدیر ہی کچھ اپنی سنور جائے تو بس ہے

ہرگز نہ مجھے دولت کی تمنا نہیں **سیفی**
بے منتِ اغیار گزر جائے تو بس ہے

ولہ

قدرتِ رحم و کرم ہے تو نہ تاخیر کرو!
بات رہ جاتی ہے اور وقت نہیں رہتا ہے

ولہ

کیوں خردمند کم نہ ہوں **سیفی**
کم ہی ہوتے ہیں پھول پتوں سے

ولہ

مہ وشوں سے دل لگی کس کام کی
اِس قدر بھی دشمنی کس کام کی

رنج و غم میں مُبتلا ہیں رات دن
مفلسوں کی زندگی کس کام کی

دوستوں ہی پر بھروسا جب نہیں
دُشمنوں کی دوستی کس کام کی

بے تُہا ہے طاعتِ عہدِ شباب
عاجزوں کی عاجزی کس کام کی

اُنس انسانوں میں جب باقی نہیں
پھر کسی سے دوستی کس کام کی

در بدر پھرنا ہی جب مقصود ہے
یہ فقیری آپ کی کس کام کی

جو سبک ٹھہرائے تم کو چار میں
دوستو ایسی ہنسی کس کام کی

جو عدو بن جائے **سیفی** دین کی
ایسی نظم و شاعری کس کام کی

ولہ

[illegible]

وجہ بدگوئی حاسد کی نہیں مجکو تلاش | عادۃً بھونکتے رہتے ہیں ہمیشہ کتّے

ولہ

خیالِ شہرتِ اشعار کیوں ہے | یہ اچھے ہیں تو خود مشہور ہونگے

ولہ

بُروں کے ساتھ جب تم بھی بُرے ہو | پھر اُن میں اور تم میں فرق کیا ہے

ولہ

قوم یہ چاہ رہی ہے کہ غلامی میں کٹے | زندگی ہائے اسے کن کی پسند آئی ہے

ولہ

دولت کی آرزو نہ کرو علم چھوڑ کے | سیفیؔ تم اس کے واسطے پیدا نہیں ہوئے

ولہ

تو کوشش کر کے رہ راضی خدا پر | توکّل جس کو کہتے ہیں وہ یہہ ہے

ولہ

قابلِ قدر اگر ہیں تو وہی ہیں سیفیؔ | جن کی ہمت کبھی مایوس نہیں ہوتی ہے

ولہ

نادان کیوں ہوا و ہوس کا اسیر ہے | پیری کے ساتھ صبر بھی تو ناگزیر ہے

ولہ

جس کو ہر دم موت کا کھٹکا رہے! | کیوں خدا سے اُس کا دل بھٹکا رہے

ولہ

اپنے ہی دام کھوٹے ہیں سیفیؔ | کیا گلہ ہے پرکھنے والوں کا

[illegible] ۱۲

ولہ

نکلو نہ کبھی دائرہ ذکرِ خدا سے
توقیر حرم ہی میں ہے آہوے حرم کی

ولہ

کس طرح چین میسر ہو کسی کے دل کو
تا دمِ زیست لگے رہتے ہیں لاکھوں کھٹکے

ولہ

کتنا آباد یہ رستہ ہے مگر اے سیفی
عدم آباد کو جاتے ہوئے ڈرتے ہیں سبھی

ولہ

ٹکتے نہیں ہیں شیر شجاعت کے سامنے
دریا بھی اک حباب ہے ہمت کے سامنے

چلتی نہیں کسی کی جہالت کے سامنے
سب ارمان جاتے ہیں عورت کے سامنے

محمود کا ایاز تو ادنیٰ غلام تھا
صورت بھی کوئی مال ہے قسمت کے سامنے

یہ خوب صورتی یہ شجاعت یہ مال و زر
سب ہاتھ جوڑتے ہیں حکومت کے سامنے

جتنی ہو دسترس نہ رُکے گا سخی کا ہاتھ
افلاس کچھ نہیں ہے سخاوت کے سامنے

ہے ذائقہ زمین و زر و زن کا بے ثبات
یہ کچھ نہیں ہے علم کی لذت کے سامنے

وابستہ حیا ہے شریفوں کی زندگی
کیا مال جان و مال ہے عزت کے سامنے

جو دوست ہیں وہ جان بھی کرتے نہیں دریغ
دولت یہ کیا بلا ہے محبت کے سامنے

عزت ہے کیسی چیز شریفوں سے پوچھئے
ہستی ہے کوئی حسن کی عصمت کے سامنے

جب جان کی ہی درد میں توقیر کچھ نہیں
دولت بھی کوئی چیز ہے صحت کے سامنے

سیفی کسی کے سر پہ نہ آئے بری گھڑی
چلتی نہیں کسی کی نحوست کے سامنے

سیفی نہ مر حکومتِ دنیا کے واسطے ؛

سب ہیچ ہے خدا کی محبت کے سامنے

ولہ

اگر تکبر کے تقاضے سے نہ ہو
ایک نعمت ہے ہماری خامشی

ولہ

اُس سے ملتا ہوں جو ملتا ہے ملنساری سے
سیفی آدابِ طلب کی مجھے پروا کیا ہے

ولہ

جدھر دیکھوں اُدھر ہی دیکھتا میں کیوں نہ رہ جاؤں
ہر اک صورت میں ہیں جلوے تری شانِ خدائی کے

ولہ

ثنا خوانی سے اُس کی فائدہ کیا
پرکھ جس کو نہیں کھوٹے کھرے کی

ولہ

کاہلو تقدیر پر بیٹھے ہو کیوں ؟
لیس للانسان الا ما سعیٰ

ولہ

پندِ استاد سے خفا ہو کر
اپنا نقصان آپ کر لو گے

ولہ

بہت ایسے ہیں جنھیں عطر سے بھی نفرت ہے
آپ کی بات کو کیوں سارا زمانہ مانے

ولہ

وہ کیا دیکھینگے قومی بہتری کو !!
جنھیں لالچ نے اندھا کر دیا ہے

ولہ

بے ہنر کیوں نکل آتے ہیں وطن سے سیفی
ثمرِ خام جدا ہوتے نہیں ڈالی سے

۱۔ سلام کے انتظار میں رہنے والا۔

ولہ

دیکھ سکتے نہیں دشمن کو بھی یہ آزردہ
چین سے بھی کہیں رہتے ہیں محبت والے

ولہ

شہد و شکر کے نفع کا اظہار طول ہے
تفضیل کا سوال ہی ان میں فضول ہے

ولہ

صاف دل ملتے ہیں سب سے خندہ پیشانی کیساتھ
دیکھئے ہر جا چھٹکتی ہے برابر چاندنی

ولہ

حشر میں کیوں نہ بن آئیگی خطاواروں کی
التجا شرم سے ہوتی ہے گنہگاروں کی

رحم کیا زاری مجرم پہ کوئی شاہ کرے
ڈاکٹر چیخ نہیں سنتے ہیں بیماروں کی

قیمتی چیز اگر ہو تو اسے بیچئے وقت
دیکھ لی جاتی ہے عزت بھی خریداروں کی

ان کے رہنے کے عموماً ہیں وہی پھوس کے گھر
عمر کو کٹتی ہے تعمیر میں معماروں کی

کلیوں کو چھوڑتے ہیں پھولوں کو چن لیتے ہیں
کام والوں میں تو عزت نہیں بیکاروں کی

شمع جب بجھتی ہے محفل سے اٹھا دیتے ہیں
کام والوں میں تو عزت نہیں بیکاروں کی

کیوں گھٹا دیتے ہو بے وجہ دوا کی مقدار
روش ایسی نہیں صحت کے طلبگاروں کی

کام جو کر نہیں سکتی ہے رعایا ساری
کر گزرتی ہے وہ اک بات جہانداروں کی

خود پسندی کی ہے دنیا میں یہ ادنیٰ سی مثال
کوئی عزت نہیں دیوانوں میں ہشیاروں کی

پہلے تعریف کے دکھلاؤ ہنر کو **سیفی**
دیکھتے عطر ہیں سنتے نہیں عطاروں کی

ولہ

تونگر مفلسوں کو کیوں حقارت سے نہ دیکھینگے	بلندی پر سے جب ہر شئے نظر آتی ہی چھوٹی سی

ولہ

آپ رکھیں نہ کبھی اُس سے محبت باقی	صلح کے بعد بھی ہے جس کو شکایت باقی
یار کے ساتھ ہی آتا ہی عدو کا بھی خیال	ہائے خلوت میں بھی ہی حسرت خلوت باقی
لطف حاصل ہو محبت کا۔ یہ ممکن ہی نہیں	جب تک احباب کے دل میں ہی کدورت باقی
میزباں کے لئے جب تک نہ ہو بارِ خاطر	تب ہی تک رہتی ہی مہمان کی عزت باقی
عفوِ تقصیر سے بہتر ہے سزائے تقصیر	دل میں رہ جائے اگر کوئی کدورت باقی
جل گئے بال مگر بل نہ گئے بانوں کے	یعنے پیری میں جوانی کی ہی ہمت باقی
گو مدد دے نہ سنورتی مری قسمت سیفی	مگر احباب سے مجھکو ہی شکایت باقی

یوں تو نکلے بہت ارمان مگر اے **سیفی**
ابھی تقدیر سے مجھکو ہے شکایت باقی

ولہ

دونوں عالم میں وہی لوگ ہیں خوش قسمت بھی	جن کے حصے میں فراست بھی ہی اور دولت بھی

ولہ

احمقوں سے دور رہنے کی یہی تدبیر ہے	چھوٹے چھوٹے کام جب وہ آئیں اُن سے لیجئے

ولہ

ایک کابل ہی پہ کیا موقوف ہے	ہر جگہ موجود ہیں اچھے برے

ولہ

ہاتھ اور پاؤں تو کیا چیز ہیں اللہ اللہ	عقل تک بھی تو بڑھاپے میں نہیں رہتی ہی

۱ میزبان—مہمانی۔ ۲ عفو تقصیر—قصور معاف کرنا۔ درگذر کرنا۔ ۳ کوتاہی۔ قصور۔ ۴ [illegible]۔ ۵ فراست—تیز فہمی۔ دانائی۔ ۶ پیرانہ سالی—ضعف۔

ولہ

کوئی انسان ہے انسانوں میں وہ بھی سیفیؔ
جس سے ملنے کو بُرا سارا زمانہ سمجھے

ولہ

کمینے مالداروں کے اعزہ کیوں نہ مفلس ہوں
صدف اِک بوند بھر پانی کو دریا میں ترستا ہے
یگانوں اور بیگانوں کی پروا ہی نہیں رہتی
حکومت اور دولت کی بھی ہستی کیسی ہستی ہے
خدا ہی دامِ دنیا سے بچائے میرے سیفیؔ کو
وہ پانی مانگتا کب ہے یہ ناگن جس کو ڈستی ہے

ولہ

پریشانیوں کے زمانہ میں سیفیؔ
جو کچھ سُوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

ولہ

بدعہدیٔ احباب سے کیوں رنج نہ پہنچے
دنیا ہے یہ سیفیؔ کوئی جنت تو نہیں ہے

ولہ

علم کو پرہیزگاری چاہیئے
گلشنوں کو آبیاری چاہیئے
سب کو خواہش ہے حکومت کی مگر
ہمتوں میں پائداری چاہیئے
ایک بو کر کاٹتے ہیں جب ہزار
بے زروں کو کشتکاری چاہیئے
گرد اُونچی ہو کے بنتی ہے غبار
خاکیوں کو خاکساری چاہیئے
تخم بوتے ہی نہیں ملتے ثمر
ہر جگہ امیدواری چاہیئے
حکمرانوں کے لئے ہے لازمی
یوں تو سب کو رازداری چاہیئے
کہہ رہے ہیں تجربے یورپ کے یہ
عورتوں کو پردہ داری چاہیئے

عیش کی جا خوشدلی درکار ہے
غمکدے میں سوگواری چاہیے

ختم پہ ہر رنج کے جب عیش ہے
عاصیوں کو اشکباری چاہیے

حاکموں کی مہربانی کے لئے
محنت و خدمت گزاری چاہیے

دین و دنیا کی مسرت کے لئے
مرد و زن میں خوشگواری چاہیے

عفو کو حجت سے جب سیفی ہے بغض
خاطیوں کو شرمساری چاہیے

ولہ

سینچے جاتے ہیں درختانِ کہن سال کہیں
عید بچوں کے لئے ہے نہ کہ بوڑھوں کیلئے

ولہ

من و اندوہ و درد بے نوائی
کہ از وزداں بگیرد دم آشنائی

وہی کرنا جو اپنے دل میں آئے
گلہ بھی سُن لیا تو کیا برائی

ولہ

جس کا وجود تنگ رہِ میزباں رہے
ایسا کسی کے گھر نہ کوئی میہماں رہے

کیوں آفتابِ منزلِ مقصد نہاں رہے
جب ساتھ کوئی ہمسفرِ خوش بیاں رہے

اُس بدنصیب کے غمِ غربت کا کیا کہیں
جو اپنے گھر میں ہم رَوِش میہماں رہے

ولہ

یوں قیمتی دوائیں دے کر تو کھا سکینگے
لیکن قضا سے خود کو کب تک بچا سکینگے

احلامِ وحشت افزا اتنا تبا سکینگے
مرکر سزائیں مجرم کیا کیا نہ پا سکینگے

ڈاڑھی مُنڈا کے شاید بن جائیں خوبصورت
یہ نکٹی ناک لیکن کیسے چھپا سکینگے

۱ خوشی۔ ۲ درختوں کو پانی پہنچانا۔ کھیت میں پانی دینا ۳ بضمتین جسم۔ موجودگی ۴ ہم طرز۔ ہم طریقہ ۵ بفتح خوابہا ۱۲

کچھ تو خیال رکھو اے بھائیو وہاں کا — جا کر جہاں سے ہرگز واپس نہ آ سکینگے
احباب کا ستانا جن کا ہو دین وایماں — ایسوں کو اُن کے دشمن کب تک بچا سکینگے
دو دِن کی بہتری پر بھولے ہوئے ہیں خود کو — ایسی روش سے کیونکر حق کو منا سکینگے

جب زرد پڑ گیا ہے بدرِ مُنیر سیفیؔ
تارے پھر اپنا جلوہ کب تک دکھا سکینگے

ولہ

نعمتوں کا جاننا بھی شکر ہے — بخششوں کا ماننا بھی شکر ہے

ولہ

چھوڑیے ابرو کو گیسو کی ادا کچھ اور ہے — وہ بلا کچھ اور تھی اور یہ بلا کچھ اور ہے

ولہ

سیفیؔ اِس مرتبے ہی کو ہے منزلِ مقصود چلو — کہ شفق سے مہِ تاباں کا پتہ ملتا ہے

محنت

دعائے رزقِ بے محنت اثر پرور وہیں ہوگی — جہاں سونے کی بارش اور چاندی کی زمیں ہوگی
جہاں محنت ہی دولت بھی اگر ہوگی وہیں ہوگی — یہ ہم پہلے ہی کیوں سمجھیں کہ حصے میں نہیں ہوگی
جنھیں محنت سے کوشش سے تعلق ہی نہیں کوئی — اُنھیں راحت اگر ہوگی تو بس زیرِ زمیں ہوگی
تو پھر جب قابلِ کوشش ہیں محنت کیجیے بڑھکر — یہ کورانہ دعا کیوں کر اجابت کے قریں ہوگی
جہاں دل سوزی و محنت کی کوئی قدر دانی ہو — وہی جا اپنے حق میں غیرتِ خلدِ بریں ہوگی
تعلق جسم و جاں کا محنت و دولت میں پاتے ہیں — نہ ہو محنت تو پھر دولت رفیقِ عیب چیں ہوگی

اگر انجام محنت کا کبھی سیفیؔ بُرا نکلے

[illegible]

رضا سے کام لو گر دِل کدورت تہ نشیں ہو گی

ولہ

[illegible] ہونے کے قابل ہے ترقی کی خبر بھی — جب گل نکل آئے ہیں تو نکلینگے ثمر بھی
موتی بھی اگر کام نہ آئے تو ہے کنکر — اچھی ہے وہی چیز کہ ہو جس میں اثر بھی
بدنام شب غم ہے مگر شوق کے ہاتھوں — مشکل ہی سے ہوتی ہے مسرت کی سحر بھی

ولہ

کم نہیں خوابِ پریشاں سے ہماری زندگی — زندۂ دل احباب کی شاید ہو اچھی زندگی
ہائے ہم سمجھے ہوئے ہیں جسکو اپنی زندگی — درحقیقت وہ تو ہے اک معصیت کی زندگی
عکس ہی جس میں نہ آئے وہ کبار کا آئینہ — دل ہی جب زندہ نہ ہو تو پھر کدھر کی زندگی
مفلسو کیوں اسقدر جینے کی خواہش ہے تمہیں — عمر رفتہ سی اگر ہو آنے والی زندگی
جن امیروں کی گذرتی ہے ہمیشہ کھیل میں — دشمنِ تہذیب ہے ایسوں کی ایسی زندگی

ہر دمہ کو دیکھکر ہر شخص ہو جاتا ہے خوش
اچھے لوگوں ہی کی اے سیفی ہے اچھی زندگی

ولہ

جہل حیواں کی نشانی ہے — عقل انسان کی نشانی ہے
نہ کرو شوخیاں خدا کے ساتھ — کفر طغیان کی نشانی ہے
عقل بھی کس نے دی ہے پہچانو — شکر ایمان کی نشانی ہے
سعی لازم ہے بت نہ بن جاؤ — ثقل بے جان کی نشانی ہے
[illegible] کے ساتھ [illegible] — خلق انسان کی نشانی ہے

دیکھ لیتے ہی شوق سے ملنا — جان پہچان کی نشانی ہے
کفر و شرک و نفاق سے بچنا — یہ مسلمان کی نشانی ہے
متکبر سے مت ملو سیفی
کبر شیطان کی نشانی ہے

ولہ

مجھے کہنا تھا جو کچھ کہہ دیا ہے — اب آگے کوئی مانے یا نہ مانے
اہل ہنر اُس قوم کے پنپینگے نہ ہرگز !! — جس قوم کی عیبوں ہی پہ ہر وقت نظر ہے

ولہ

ہمارا ہی دل اب ہمارا نہیں ہے — کسی کو کسی کا سہارا نہیں ہے

ولہ

قدرداں خضر کے وہی ہونگے — رہنما کی جنھیں ضرورت ہے

ولہ

یوں تو احسان کسی کا بھی ہوا اچھا ہی نہیں — مگر احسان کمینوں کا بُرا ہوتا ہے

ولہ

قابلِ پرسش و تعزیر ہے کب دیوانہ — عقل والوں ہی سے دارین میں پرسش ہوگی

ولہ

کہیں آوازِ گریہ ہے کہیں آوازِ خندہ ہے — اور ان دو سے کسی میں مبتلا ہر ایک بندہ ہے

ولہ

جینے کی تمنا ہے نہ مرنے کی ہوس ہے — بے منتِ اغیار گزر جائے تو بس ہے

ولہ

کرو تعظیم اپنے پیشوا کی — مگر پتھر میں کیا رکھا ہوا ہے
ہر اک شئے میں تو بڑھ جائیں بروں سے — ادب مذہب میں کیوں اٹکا ہوا ہے

ولہ

ذرا سے رنگ سے بھی آبِ ساکن رنگ لاتا ہے — کمینوں کی مزاجوں میں تغیر جلد آتا ہے

ولہ

غریبو! تم نہ جھگڑو حاکموں سے — خدا غافل نہیں ہے ظالموں سے

ولہ

بروں کے ساتھ اچھے بھی ہیں نالاں — گیہوں کے ساتھ پس جاتا ہے گھن بھی

ولہ

رازداروں کو حقارت سے نہ دیکھو سیفی — یہ بگڑ جائیں تو دشمن بھی بلا کے ہونگے

ولہ

سیفی خموشی سگِ دنیا کے واسطے — لقمہ اگر نہیں ہے تو آداب ہی سہی

ولہ

وقت پر جو ہو سکے کر لو غنیمت ہے وہی — ورنہ رہ جائے نہ کوئی آرزو سر پیٹیے

ولہ

وہی موج ساحل سے ٹکرائیگی — جو وسطِ سمندر سے گھبرائیگی

ولہ

آسمانوں کی گو پیا کی طرح — چال ٹیڑھی ہے بات سیدھی ہے

بہ تبدیلی الفاظ [illegible]

ولہ

ہائے کیا جدت پسندی فطرت انساں میں ہے
ایک لطف شادی و غم گردش دوراں میں ہے

وقت کی پابندیوں سے خود اطاعت ہی عیاں
شوکت و شان حکومت کب مہ تاباں میں ہے

سچ تو یہ ہی جذبۂ فرحت اگر دل میں رہے
جو خوشی گلشن میں ہے وہ خانۂ ویراں میں ہے

میزبان سیر دل کے دل سے کوئی پوچھ لے
جو خوشی و خرمی مہمانئ مہماں میں ہے

قرب سلطانی دلیل کامیابی ہے مگر
آتش دوزخ کی سوزش منت دربان میں ہے

اچھی صحبت ایک ساعت کی بھی ہے آب حیات
بہر شہرت کونسی خوبی چہ کنعاں میں ہے

دشمن جاں بھی بنے جس سے رفیق غمگسار
وہ اثر وہ سحر وہ تسخیر ایک احساں میں ہے

لکھتے ہو کس کے لئے سیفی حکیمانہ غزل
ساری دنیا جب مقید گیسوئے پیچاں میں ہے

ولہ

جذبۂ صادق اگر اپنے دل کوشاں میں ہے
ہے وہ سب امکان میں جو عالم امکاں میں ہے

خام چیزیں ساری دنیا کی غذا ہیں بالعموم
لیکن انساں کیلئے لذت دل بریاں میں ہے

مطمئن قطع علائق سے اگر ہوتا ہے دل
زندگی کا لطف سارا گوشۂ زنداں میں ہے

کیوں نہیں کچھ بھی نہیں انفاس کا پاس و لحاظ
ایک دم ہی سے اگر سب ربط جسم و جاں میں ہے

اس سے خود ثابت ہے تشخیص مرض کی گمرہی
درد میں راحت غم و تکلیف جب درماں میں ہے

پرسش ناداں نہیں دانا نہیں افسوس کچھ
محو حیرت اک جہاں دانائی ناداں میں ہے

انقباض قلب کا باعث ہے جب افشائے راز
عاشقی کا لطف اے سیفی غم پنہاں میں ہے

۱۔ نیا ہونا۔ تازگی ۔ ۲۔ طبیعت اصل خلقت ۔ ۳۔ زمانہ ۔ ۴۔ جوش دل۔ ولولہ ۔ ۵۔ پیٹ بھرا۔ غنی ۔ ۶۔ خوشی ۔ ۷۔ نزدیکی ۔ ۸۔ احسان۔ عاجزی۔ خوشامد ۔ ۹۔ چہ مخفف چاہ کنعان یعقوب علیہ السلام کے شہر کا نام یعنے وہ باولی جس میں حضرت یوسف ڈالے گئے تھے ۔ ۱۰۔ گھیرنا۔ کسی کو اپنی طرف مائل کرنا۔ مطیع بنانا ۔ ۱۱۔ ممکن طاقت ۔ قدرت ۔ وجود ۔ عارضی ۔ ۱۲۔ عموماً عام طور پر ۔ ۱۳۔ علاقہ کی جمع تعلقات ۔ ۱۴۔ قبض رکنا

ولہ

موت ہم نے رنج میں منظور کی — آفتوں میں سوجھتی ہے دور کی
عالموں کو کہتے ہیں جاہل بُرا — قدر کیا لنگور کو انگور کی

ولہ

جان بچنے کی نہ کی منصور نے تدبیر بھی — ڈھیٹ ہوتے ہیں بلا کے عاشقِ دلگیر بھی
چارہ گر بھی کیا کریگا جب نہ ہو قسمت میں کچھ — سوجھتی ہے ساتھ ہی تقدیر کے تدبیر بھی

ولہ

ناک چپٹی ہو تو اس کا کیا علاج — لیکن اس کو پاک رکھنا چاہیئے

ولہ

پاک باطن کا کیا کرے کوئی — دشمن اپنا ہوا کرے کوئی
جان سے جو عزیز ہیں اُن سے — نہ جُدا ہو خدا کرے کوئی
غیر کے نیک و بد سے کیا مطلب — اپنی دھن میں رہا کرے کوئی
سیرِ باغِ جہاں میں اے سیفی
چشمِ عبرت کو وا کرے کوئی

ولہ

حائل ہوئی ہے دنیا کیا کارِ عاقبت میں — رہبر جنھیں بنایا وہ راہ زن سے نکلے

ولہ

یہ غلطی ترقی کا اُلٹا نتیجہ — کہ اب نا روا بھی روا ہو رہا ہی
بُرے ہی نتیجے بُرے کام کے ہیں — گلہ کیوں جب اپنا کیا ہو رہا ہی

وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں سیفی
برائی کا ثمرہ برا ہو رہا ہے

ولہ

بکھیڑ میں رہتا ہوں کہ کانٹوں میں مقید — کیا کام لیا ہے مجھے فرزانہ بنا کے
کہتے ہیں کہ بدنام نہ ہو بد رہو یعنے — شیطان رہو شکلِ شریفانہ بنا کے

ولہ

تنگدستی سہی مگر سیفی — ایک عزت ہزار نعمت ہے

ولہ

جب جوانی نے دے دیا ہے جواب — اس بڑھاپے کا کیا بھروسا ہے

ولہ

کوئی عاصی نہیں بغیرِ کفن — ایسی ہوتی ہے شانِ ستاری

ولہ

دیکھ سکتے نہیں جب آپ مصیبت میری — آزماؤ نہ خدا کے لئے ہمت میری

ولہ

پیری کا کس لئے تمھیں اتنا ملال ہے — ہر چیز کے کمال کو آخر زوال ہے
کیوں ناقصوں کو رنجِ فنا و زوال ہے — ہر ایک بے کمال بھی جزوِ کمال ہے
سمجھائیے انھیں جنھیں فکرِ مآل ہے — مستِ مے شباب کو سب کچھ حلال ہے
اندھا ہو یا کبار تو حیرت کی بات کیا — گونگے کی خامشی میں بھی کوئی کمال ہے
میرے لئے تو کنجِ لحد بھی ہے میکدہ — شکرِ حیا ہے میں ہوں مے انفعال ہے

چھڑکو ! نہ زخمِ دل پہ نمک پوچھ پوچھ کر
خود جس فقیرِ زار کی صورت سوال ہے

کیا سبز ہوگی دانۂ ناقص کی نیستی
اہلِ کمال کے لئے مرنا کمال ہے

سیفیؔ سنائے کس کو مصیبت کی داستاں
خوشحال بھی تو درپئے اِخفائے[۱] حال ہے

ولہ

سچائی کو بدباطن مانے بھی تو کیوں سیفیؔ
کب آبِ مکدر میں سایۂ نظر آتا ہے

ولہ

کیوں علم و ہنر کوئی سیکھے گا مصیبت سے
گہوارۂ غمخواری جب بے ہنری ہوگی

سچائی کی قوت بھی اک برق ہے اے سیفیؔ !
کیوں دل میں نہ اُترے گی جو بات کھری ہوگی

تمت

متفرق

تضمین یک شعر شاہ غفراں مکاں اعلیحضرت میر محبوب علیخاں

شیروانی کی تمنا سرِ شلوار[۲] نہ تھا
کھانے پینے کا کسی سے میں طلبگار نہ تھا

دایۂ کے گود سے اچھا مجھے گلزار نہ تھا
وہ بھی کیا دن تھے ہمیں غم سے سروکار نہ تھا

دل کو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا

رباعی

اندھا کبھی گلشن کا طلبگار نہیں
قوال[۳] سے بہروں کو سروکار نہیں

۱ے چھپانا، پوشیدہ کرنا ۲ے تنگ شکن پاجامہ۔ تنبان۔ ۳ے گویا۔ ۱۲

گلزار سے وحشت ہے پریشانوں کو — خوش حال تو جنگل سے بھی بیزار نہیں

مثلث

متحد جب ہیں دونوں اعضا میں — کیوں نہیں کہتے میر کو سودا
یہی اشعار کا بھی عالم ہے

مثنوی

یادِ حق بہتر ہے یادِ رنج سے

بھیج کر دنیا میں حق نے یوں کہا — لیس للانسانِ الا ما سعیٰ
اور دست و پا و چشم و گوش بھی — دیتے ہیں اِس پہ گواہی ہر گھڑی
محسنوں کے لطف اور احسان بھی — اپنی قدر و داد کے ہیں ملتجی
دنیوی جھگڑے زن و اطفال کے — کہتے ہیں یوں ہی زبانِ حال سے
آئے ہو دنیا میں تو کچھ سیکھیے — زینتِ دُنیا میں حصہ لیجیے

یوں نہ سمجھو آدمی کچھ بھی نہیں — مخزنِ اسرار ہے یہ بالیقیں
ہمت و جرأت جب اِس کے ساتھ ہے — فتح کا میدان اس کے ہاتھ ہے
ساری دُنیا پر اِسی کا ہے دباؤ — یہ بدل دیتا ہے دریا کا بہاؤ
بحر میں رہتا ہے مچھلی کی طرح — اور زمیں پر تارِ برقی کی طرح
بادو باراں میں پرند و صاعقہ — آسماں پہ مہر و ماہِ لامعہ

۱۔ گلزار - باغ۔ ۲۔ محسن - احسان کرنے والا۔ ۳۔ ملتجی - التجا کرنے والا۔ ۴۔ مخزن - خزانہ۔ ۵۔ صاعقہ - بجلی۔ ۶۔ لامع - چمکنے والا، درخشاں۔

جس کے دل میں جوش اور ہمت نہیں
اُس کی دنیا میں کہیں عزت نہیں

عقل و ہمت سے نہ جو رکھتا ہو راہ
کس طرح دُنیا میں ہو اُس کا نباہ

ہم بھی کچھ ہیں یوں سمجھتے ہو اگر
زندگی ایثار[1] میں کردو بسر

دیکھئے کس کی ہے اچھی زندگی
قابلِ تحسیں ہے کس کی زندگی

کام کرنے ہیں اگر دُنیا میں کچھ
پھر مزے ہیں ہمتِ اعلیٰ میں کچھ

لیکن اس کو یاد رکھنا چاہیئے
طبع کو آزاد رکھنا چاہیئے

جب طبیعت خوگرِ غم ہو گئی
پھر سمجھ لو زندگی سم ہو گئی

قلب خوش ہے موردِ فکرِ بلند
رنج سے اس کو پہنچتا ہے گزند[2]

غنچۂ دل رنج سے مُرجھائے گا
سوکھ کر کانٹا سا یہ ہو جائے گا

رنج و غم میں کام ہو سکتے نہیں
نیند بھر کر بھی تو سو سکتے نہیں

کام کوئی شوق و محنت سے کرے
کب توقع ہے دلِ دلگیر سے

خود بھی فانی اور ہر محسوس بھی
کیوں موثر ہو نہ غم سے آدمی

عالمِ فانی[3] کا ہے یہ اقتضا[4]
عیش سے بڑھ کر اثر ہو رنج کا

ایسی ہی دُنیا کی جب اُفتاد ہے
اپنے ہاتھوں کیوں کوئی ناشاد ہے

کام کرنا ہے تو کیفی کے لئے
یادِ حق بہتر ہے یادِ رنج سے

---

[1] دوسرے کے نفع کو مقدم رکھنا، انتہائے سخاوت۔ [2] کھٹکا، تکلیف، صدمہ۔ [3] فنا ہونے والا۔ [4] خواہش ۱۲۰

قصیدہ

بمدح نواب محی الدین یار جنگ بہادر بی۔ اے۔ آنریری وظیفہ یاب ملک سرکار عالی

ہماری طبع کا یہ جزر اور مد ۔۔۔ خجل ہو دیکھکر دریائے اسود

کسی عاقل کا ہے یہ قول سیفی ۔۔۔ کہ صیادی بہ بےکاران خوش آید

خردمند اسقدر ہیں دور اس سے ۔۔۔ زمیں سے جس قدر ہے دور فرقد

وہی اس کو سمجھ لیتے ہیں اچھا ۔۔۔ جنھیں طبعاً ہے اچھے کام سے کد

مگر میں متفق اس سے نہیں ہوں ۔۔۔ کہ رکھتا ہوں براہین مجدد

ضرورت سے اگر زائد غذا ہو ۔۔۔ تو بن جاتی ہے وہ بھی زہر از حد

ہنسی ہوگی اگر دہقان بیٹھے ۔۔۔ امیروں کو تو ہے زیبندہ مسند

مفید و کارآمد ہے بہت کچھ ۔۔۔ مگر کھایا نہیں جاتا زمرد

ادا کرکے امورِ دین و دنیا ۔۔۔ اگر صید افگنی کو ہوں برآمد

بحمد اللہ کیا کہنا ہے اس کا! ۔۔۔ کہ ہو جاتی ہے سب کلفت ندارد

ذرا سے کام میں بھی عقل والے ۔۔۔ نگہ رکھتے ہیں ہر اک چیز کی حد

کب ایسے افسری کے مستحق ہیں ۔۔۔ بناتے ہیں جو فعل نیک کو بد

بدل ڈالیں جو عیبوں کو ہنر سے ۔۔۔ وہی ہیں اہل اوصاف ممجد

سیادت جاہ محی الدین علی خاں ۔۔۔ ہمارے افسر اعلیٰ و اسعد

تعلقدار اول پر بھنی کے ۔۔۔ جفا ہے حکم سے جن کے مقید

[illegible]

کچھ ایسی دلدہی سے دادرس ہیں — کہ حاصل خلق کو ہے عیشِ سرمد
مسلمانوں کے ہیں ملجا و ماوی — کیوں ایسوں سے نہوں راضی محمدؐ
کوئی ناخوش نہیں ہے ضلع بھر میں — مگر ہے ایک فرصت کو بہت کد
اگرچہ ہیں شمارِ وقت مہلت — تو گن سکتے نہیں جلدی سے تا صد
سراپا عدل مظلوموں کے حق میں — حمایت خواہ کے بُرجِ مُشید
وطن کی خیر خواہی خاص مطلب — رعایا کی رعایت عین مقصد
مُربّی عالموں کے بے کسوں کے — صدائے داد کے آوازِ گنبد
دبیر و زیرک و منصف ہیں ایسے — کہ کوئی فیصلہ ہوتا نہیں رد
مقنن بھی ۔ مقرر بھی ۔ جری بھی — غرض ہیں وصف اِن کے نامعدد
تدبر پر اگر نازاں خرد ہے — تو کرتی ہے شجاعت بھی خوشامد
توجہ سیر میں بھی صید پر ہے — نہ چھوڑیں خلق کو تا دام اور دد
چنانچہ جب کلمنوری کے بن میں — شکارِ شیر کو نکلے مُجرّد
بھڑک کر شیر اک آیا مُقابل — نہ جوشن جسم میں تھا اور نہ چلقد
محبت سے رعایا چیختی تھی — الٰہی خیر باشد خیر باشد
مگر اللہ رے ہمت اور دلیری — نکالی بڑھ کے بندوق معتمد
اور ایسی تاک کر گولی لگائی — وہیں بس سو گیا شیرِ مُستہد

سہرا

رخ تو قرآن ہے اور سورۂ طٰہٰ سہرا — حرزِ دل کیوں نہ بنے تیرا مُہنّا سہرا

ایک پر ایک گرے کیوں نہ نظر بازی کو — جانِ عالم ہے ترا انجمن آرا سہرا
اُس کی خورشید سی صورت کی چمک کیا کہنے — رشکِ مہتاب جہاں تاب ہے جس کا سہرا
زخمِ دشمن پہ نمک پاش جبینِ نمکیں! — چشمِ حاسد کے لئے گل چمن آرا سہرا
ہمہ تن دیدۂ مشتاق رہی مدت تک — دیکھ دل بھر کے تو اے نرگسِ شہلا سہرا
کیوں نہ چھا جائے اجنتہ کے دلوں پہ فرحت — منتقی آرزوں کا ہے مسیحا سہرا
رہرو راہِ تمنا تری قسمت جاگی — دیکھنا صبحِ مسرت کا ہے تارا سہرا
اپنے اندازِ نصیحت کو بھی ہم بھول گئے — پیارے بھائی کا حقیقت میں ہے پیارا سہرا

بن گیا حسن کے سونے پہ سہاگا سہرا
تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا

اہلِ معنی کی حقیقت پہ نظر پڑتی ہے — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا
صاف مطلع ہو تو تارے بھی نظر آتے ہیں — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا
دیکھنا گل ہی نکلتے ہیں درختِ گل سے — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا
عکسِ خورشید سے ہے ماہِ منور تاباں — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا
اچھے لوگوں کی ہر اک بات ہے اچھی عباسؔ — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا
صنعتِ اہلِ ہنر قدر میں بڑھ جاتی ہے — تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا

واقعی سیفیؔ سرور نے کیا خوب کہا
تم ہی اچھے ہو جو اچھا ہے تمہارا سہرا

دیگر

فروغِ چہرۂ زیبا ہے سہرا — نشاط و عیش سراپا ہے سہرا
تموّج نور کے دریا میں آیا!! — کہ سرمستی سے لہراتا ہے سہرا
نگاہیں سب کی سہرے کی طرف ہیں — عجب دلکش عجب رعنا ہے سہرا
اگر کنگن سے طرۂ خوشنما ہے — تو بدھی سے کہیں اعلیٰ ہے سہرا
خوشی سے دل اُچھلتا ہے مسلسل — کہ اپنے وصف گنواتا ہے سہرا
ہمیں واقف ہیں کیوں شاداں ہے عالم — ہمیں کچھ جانتے ہیں کیا ہے سہرا
ق
اِدھر عباسؔ سہرے پر ہے نازاں — اُدھر عباس پر شیدا ہے سہرا
کہ اپنے خلق میں بے مثل نوشہ — کہ اپنے حسن میں یکتا ہے سہرا

دعا ہے سیفی شیریں سخن کی
مبارک ہو بہت اچھا ہے سہرا

دیگر

مصحفِ عارضِ نوشہ سے ہے تاباں سہرا
کیوں نہ ہو جائے گا پھر حافظِ قرآں سہرا

دیکھنے جو یہ جب آتی ہیں تو پریاں کیا ہیں
آج ہے اپنے مقدر کا سلیماں سہرا

جب کسی وقت ذرا بادِ صبا نے چھیڑا
بن گیا رشک وہ برقِ درخشاں سہرا

آنکھیں ہو جاتی ہیں پُر نور نظر پڑتے ہی
ہے کوئی چاند کا ٹکڑا کہ گلستاں سہرا

کیوں خوشامد نہ کریں گے مری اب عیش و طرب
دردِ ارمانِ مسرت کا ہے درماں سہرا

تابشِ حسن سے خیرہ ہے نگاہِ خاور
کیا ہی پُر نور ہے تیرا مہِ تاباں سہرا

مینھ برستے میں نظر آتے ہیں انجم دن کو
یا ترے روئے پُر افشاں پہ ہے رخشاں سہرا

کس کی خورشید سی صورت سے ہے قربت حاصل
فخر سے کیوں نہ بڑھے تا لبِ داماں سہرا

روئے خوبی کے لئے آنکھ ہے یہ آرائش
کہ مسلسل بھی ہے مثلِ صفِ مژگاں سہرا

عندلیبانِ چمن کیوں نہ خوشی سے چہکیں
بھر رہا ہے گلِ مقصود سے داماں سہرا

ناز تھا تجکو بہت حسن پہ اپنے اے چاند
دیکھنا تاب اگر ہے تو یہ تاباں سہرا

بادِ نوروز بھی شرمائی ہوئی پھرتی ہے
عرصۂ حسن پہ جب سے ہے خراماں سہرا

حور و غلماں کی نظر آج یقیناً لگتی
حسنِ نوشہ کا نہ ہوتا جو نگہباں سہرا

وہ درخشانی کا عالم ہے کہ اللہ اللہ
آپ ہی اپنی سجاوٹ پہ ہے نازاں سہرا

ہے اگر سہرے کی ہر ایک لڑی کاہکشاں
منہ ترا چاند ہے اور انجم تاباں سہرا

لعل و یاقوت و جواہر سے اِسے گوندھا ہے
کیوں نہ بن جائیگا پھر کانِ بدخشاں سہرا

چارہ گر زخم پہ حاسد کے ذرا رکھ مرہم
عکسِ حسنِ نمکیں سے ہے نمکداں سہرا

جو کلی ہے وہ چٹک کر یہ صدا دیتی ہے
ہو مبارک رخِ نوشاہ کو خنداں سہرا

کیوں نہ کھب جائیگا ہر اک کی نظر میں دل میں
حسن میں چاند سے بڑھکر ہے یہ رخشاں سہرا

جلوۂ منزلِ مقصود مبارک سیفی
ہے ترے ناقۂ ارماں کا حدی خواں سہرا

گلشنِ طبع سے گل ہائے مضامیں چن کر
خوب سیفی نے بنایا ہے گل افشاں سہرا

سرِ دلبراں

اس عنوان کے تحت ہم کو بہت کچھ لکھنا ہے۔ مگر وجہ تنگیٔ صبر دل پر رکھ کر حسب دستور فی الحال [illegible] ہی رہنا چاہتے ہیں یا باقی صحبت باقی

(۱) [illegible] کہ یہ مجموعہ انتخاب اشعار بہت مقبول ہوا۔ مصر و اہل فن مشاہیر [illegible] نہایت قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا۔ اکثر اشعار اپنے نونہال اور [illegible] کو زبانی یاد دلائے۔ سرکار عظمت مدار کی [illegible] قدر دانی کی جانب متوجہ ہیں صوبہ بمبئی کی کتب انعامی میں تو نمبر ایک ہو چکی ہے [illegible] سال کی محنت ٹھکانے لگی۔ الحمد للہ فی الحقیقت اس میں [illegible] اور جذبات انسانی کے اکثر اہم مسائل [illegible] تحقیق و تدقیق کے ساتھ سلیس و عام فہم زبان میں نظم ہو گئے ہیں کہ ان کو صرف [illegible] تعبیر کیا جاسکتا ہے [illegible] انشاء اللہ مستعان آپ بھی بعد ملاحظہ بے ساختہ یہی فرمائیں گے کہ [illegible] اگر بعض حق شناس بندگان حق کی طبیعت [illegible] تو چشمۂ آفتاب کا کیا قصور۔

(۲) [illegible] میں تحت گزارش [illegible] کیا گیا تھا کہ ہندوستان کا [illegible] زبان [illegible] کے ساتھ شائع ہوگا۔ اگرچہ [illegible] تیار ہے لیکن بلدہ کے قیام کی [illegible] میں [illegible] دوسرے مفید تالیف و تصنیف کے ساتھ ملتوی کر دیا گیا ہے کیونکہ قیام بلدہ [illegible] ایسی تصنیف کا شائع ہونا ایک امر محال ہے

(۳) [illegible] دیوان عاشقانہ و نعتیہ اور کلام قومی کا انتخاب ہے [illegible] ۱۳۲۳ [illegible] ہو سکتا ہے استعمال فرائض اور اپنی ناکامی کے لحاظ سے عجلت سے شائع کر دیا گیا تھا [illegible] کی وجہ سے بہت سی خامیاں رہ گئی تھیں اس مرتبہ جس قدر عاشقانہ اشعار تھے ان کو [illegible] اور غزلوں میں اخلاقی اشعار کے انتخاب کے بعد صرف ایک شعر [illegible] زیادہ عاشقانہ رنگ میں نہ ہو تو باقی رکھا گیا ہے۔ اور تمام [illegible]

(۴) یہ مجموعہ عام اخلاقی اصلاح کے لئے مرتب ہوا ہے [illegible] حتی الامکان نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس لئے جو اشعار [illegible] والوں کی ہدایت کے لئے سمجھنا چاہئے

(۵) حل لغات میں اس بات کا خیال [illegible] خواہ وہ معنوی ہوں یا مجازی [illegible]

(۶) ہندوستان [illegible]

بلحاظ عقیدہ [illegible]

جامعہ [illegible]

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ [illegible] مجلس [illegible]

[illegible] تصنیفات و نصاب [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و [illegible]

[illegible] اور اراکین دار الترجمہ [illegible]

۳۔ طلبائے [illegible] دو کتابیں [illegible]

[illegible] بی۔ اے۔ ایل ایل بی [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible] ایم۔ اے [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible] کتاب [illegible] لیا جائے گا

[illegible] کتاب کا لانا لازم ہے

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۷۔ [illegible] نسخے [illegible]

[illegible] جاری [illegible]

شکریہ

عالیجناب مولوی فیض الدین صاحب ایم۔ اے (کنٹب) بار ایٹ لا صدر مہتمم تعلیمات صوبہ سرکار کا بہت بہت شکر گزار ہوں کہ صاحب ممدوح کی علم دوست توجہ گرامی کی بدولت یہ کتاب سوم زیور طبع سے آراستہ ہوئی

بلغ المبین

یہ مولانا سیفی کی موعظت خیز و درد انگیز قومی نظموں کا وہ دلچسپ و مقبول عام مجموعہ ہے جس کی ہر ایک نظم مستند رسائل و اخبار میں بار بار شائع ہو کر دنیائے ادب کی آنکھوں کو منور کر چکی ہے اور جس کے حاشیہ پر بیسیوں تاریخی حیرت ناک واقعات جن کی صحت پر مورخین مشرق و مغرب کا اتفاق ہے مندرج ہیں۔ انہی خوبیوں کی وجہ تمام ہندوستان نے اس کی مدح سرائی کی ہے اب تیسری مرتبہ نہایت اہم مضامین کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے قیمت اضافہ بہت کم رکھی گئی ہے ازراہ کرم ضرور ملاحظہ فرمائیے

قیمت درجہ اول ۱۲ درجہ دوم ۸

نعتستان

یعنی

دیوان نعتیہ سیفی

یہ دیوان نعت کیا ہے ایک گنجینہ مواعظ حسنہ سرور کائنات کے اخلاق و واقعات وغیرہ نہایت دلولہ انگیز و نتیجہ خیز پیرائے میں نظم کئے گئے ہیں۔ حاشیہ پر حل لغات کے ساتھ ساتھ ایسے نکات بھی لکھ دئے گئے ہیں جن کو اساتذہ مشکل بتاتے ہیں۔ دیباچہ میں نعت خوانی کے طریقے اور ضروری مسائل بھی بتلائے گئے ہیں یہ دیوان اب پانچویں مرتبہ نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا ہے قیمت ۸

ملنے کے پتے

جناب سید عبدالرزاق صاحب و جناب غلام دستگیر صاحب تاجران کتب اور مکتبہ ابراہیمیہ اور مصنف مدظلہ سے طلب فرمائیے